Regd. E.P No 67

جلد ۶ | ۵ و ۱۲ تبوک ۱۳۳۶ ہش ۱۰ و ۱۷ صفر ۱۳۷۷ھ ۵ و ۱۲ ستمبر ۱۹۵۷ء | نمبر ۳۶ و ۳۷

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو!!

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں اعلیٰ نمونہ موجود ہے یہ نمونہ ہر اس انسان کو فائدہ دے سکتا ہے جو اللہ اور آخری دن سے خوف کھاتا اور کثرت سے خدا کو یاد کرتا ہے۔

سب سے کامل انسان اور کامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا۔ جس سے روحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے پر زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر وہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح بن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(اتمام الحجہ ص۲۸)

جو نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا وہ اور کسی کو نہیں ملا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا آفتاب میں نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امّی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ قُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۱۶۱)

مصطفےٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ

مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے ماما آنند پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۵، ۱۲؍ستمبر ۱۹۵۷ء

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام

وہ عظیم الشان انسان جو اپنے نام کی طرح اپنے کام میں بھی محمدؐ تھا ہاں وہ محسنِ اعظم جس کے احسانات اپنی قوم یا ملک کے ساتھ مخصوص نہ رہے بلکہ اُس نے تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی رشتہ میں پرو دیا۔ ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اور کہا الخلق عیال اللہ کہ تمام مخلوق خدا کا عیال ہے۔ اور اُس کا کنبہ ہے۔ ہم ایک دوسرے غیر نہیں بلکہ سبھی ایک کنبہ کے افراد ہیں۔ کیا ہوا جو الگ الگ گھر بنا لیا۔ اور ہر گھر کا ایک ایک نگران ہوا۔ کیونکہ سب کا آخری نقطہ ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے خدا کی پاک ذات جس سے تعلق اُس کا ہو جانا بس رشتہ میں سب ہی برابر ہیں آپؐ کی سیرت کا ہر پہلو اس قدر روشن اور اس قدر درخشندہ ہے کہ کسی ایک کو لینا اور دوسرے کو چھوڑ دینا بہت مشکل کام ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ آپ کی نسبت بہت سے واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ بلکہ آپؐ کا ہر حرکت و سکون انسانی زندگی میں تسبیع ہدایت اور مشعل راہ ہے۔ بایں ہمہ آپؐ کی سیرتِ مقدسہ کے چند ایک حالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ما لا یدرک کلّہ لا یترک جُلّہ۔

پیارے آقا حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۲۰؍اپریل ۵۷۱ء سوموار کے روز ملک عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ ہاں وہی ملک عرب جس میں صحرا ہی صحرا ہے۔ اور خاص طور پر ایسی وادی جس میں کھیتی باڑی کا نام و نشان نہیں۔ ایسے علاقہ میں جو دنیا سے بالکل الگ تھلگ اور تہذیب و تمدن سے عاری تھا!! پیدائش سے پہلے ہی آپکے والد احترام وفات پا چکے تھے۔ کہ چھ سال کی عمر میں مادرِ مہربان کی گود سے بھی محروم ہو گئے۔ اور اپنے دادا کی کفالت میں آ گئے۔ مگر اُن کی عمر نے بھی وفا نہ کی۔ تو اپنے چچا ابو طالب کے گھر پرورش پائی۔ پے در پے صدمات سہنے اور یکے بعد دیگرے مصائب و مشکلات میں سے گذرنے کے باوجود آپ کو وہ وقار تھے اور آپ کے اخلاق کریمانہ ایک جہان کو اپنا گرویدہ بنا لیتے!!

آپ کے بچپن کا ہی یہ حال تھا کہ جب آپ اپنے چچا ابو طالب کے گھر میں رہتے تو باوجود گھر کے بچے بعض اوقات کسی چیز کی چھینا جھپٹی میں ماں سے لپٹ جاتے مگر آپ کو وہ وقار بن کر الگ بیٹھے رہتے۔ آپ کی یہ عادت دیکھ کر آپ کے چچا ابو طالب نے بارہا کہا۔ بیٹا تم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنی ماں (یعنی چچی) سے چیز لیا کرو مگر ـــــ یہ آپ کی طبیعت کے خلاف تھا۔ آپ خاموش رہتے!

بچپن کے بُرے دستوں کی ناپسندیدہ محفلوں سے آپ دور ہی رہتے۔ اور ایسی مجالس سے آپ کی طبیعت کو کچھ لگاؤ نہ تھا۔ جوانی کی عمر کو پہنچ کر کاروباری زندگی میں مصروف ہوئے۔ اپنے چچا کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے تجارت شروع کی۔ اس سلسلہ میں شام۔ یمن۔ بحرین غرضیکہ عرب کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ اِن سفروں میں یا مقامی طور پر مکہ مکرمہ میں جن لوگوں سے آپ کا واسطہ پڑا سب آپ کے حق میں رطب اللسان تھے۔ اس طرح کاروباری زندگی میں قدم رکھنے کے بعد آپ کی دیانت امانت راست گفتاری اور حق گوئی اس طرح زبان زد عام ہو چکی تھی۔ کہ آپ کا نام امین اور صدوق مشہور ہو گیا۔ چنانچہ محض آپ کی اس خوبی کے باعث حجرِ اسود کے رکھے جانے کے وقت آپ کا فیصلہ تمام قبائل قریش نے مان لیا!!

حلیہ مبارک درمیانہ قد جسم ہر طرح موزوں رنگ گورا مگر سرخی مائل۔ سر کے بال کسی قدر خم دار۔ سر بڑا۔ سینہ فراخ۔ ہاتھ پاؤں بھرے بھرے۔ ہتھیلیاں چوڑی۔ چہرہ گول۔ پیشانی اور ناک اونچی۔ آنکھیں سیاہ اور روشن اور پلکیں دراز تھیں۔ چلنے میں وقار تھا اور بات آہستہ آہستہ فرماتے تھے۔

چالیس سال کی عمر میں خدا تعالےٰ نے اپنے پاک الہام سے آپ کو سرفراز فرمایا اور دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آپ کو چن لیا اور آپ پر قرآن پاک کی وحی نازل ہونی شروع ہوئی۔ جو آپ کی بقیہ ۲۳ سال عمر میں آہستہ آہستہ مکمل ہوئی۔ اور آخر ۶۳ سال کی عمر میں آپ خدا کے حضور بلا لئے گئے۔

آپ کی یہ ۶۳ سالہ حیاتِ طیبہ عجیب انقلابی زندگی تھی۔ گمنامی کے گوشہ سے نکل کر ایک جہاں میں شہرت پا گئے۔ خود بھی محبوبِ خدا تھے تو اپنے ساتھ ایک دنیا کو اُس کا گرویدہ بنا دیا۔ تہذیب و تمدن سے عاری آپ کی صحبت سے نہ صرف انسان بلکہ باخدا انسان ہو گئے۔ اور یہی خانہ بدوش بادیہ نشین ملکوں کے بادشاہ بن گئے!

آپ کا اپنے خدام کیساتھ سلوک

عام طور پر لوگ بڑے بن کر اپنے نوکروں خدمتگاروں کو مارتے پیٹتے اُن کی غلطیوں پر سخت سرزنش کرتے ہیں۔ مگر ہادیٔ اعظم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے خدام سے بھی اُسی طرح محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں جس طرح اپنے عزیزوں اور دوستوں سے چنانچہ آپ کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی دس سال خدمت کی۔ اس عرصہ میں آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا یا یوں کرنا چاہیئے تھا۔

ـــ ٭ ـــ ٭ ـــ ٭ ـــ

اُس زمانہ میں غلاموں کی حالت بہت ہی بُری تھی۔ لوگ ان کو دیگر ملوکہ اشیاء کی طرح خیال کرتے تھے۔ بھیڑ بکری اور گائے بھینس کی طرح اُن کی خرید و فروخت ہوتی۔ ان کے احساسات و جذبات کا قطعی خیال نہ کیا جاتا۔ اس کے مقابل پر آپ کا حسنِ سلوک ملاحظہ ہو۔

آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ نے اپنا ایک غلام زید بن حارثہ آپ کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ اُسے آپ نے نہ صرف آزاد ہی کر دیا۔ بلکہ وہ آپ کے حسنِ سلوک کا ایسا گرویدہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد اُس کے باپ اور چچا کو اس کا علم ہوا۔ وہ اُسے لینے کے لئے آئے تو زیدؓ نے صاف کہہ دیا کہ میں اپنے گھر میں جانے کی بجائے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت کو ترجیح دیتا ہوں۔

ـــ ٭ ـــ ٭ ـــ ٭ ـــ

لوگ بڑے بن کر اقتدار حاصل کر کے متکبر بن جاتے ہیں۔ اپنی اصلیت کو چھپاتے ہیں اپنی پہلی غربت و افلاس کو بھول جاتے ہیں مگر۔

آپ ملک کے بادشاہ بن جاتے ہیں اپنی اصلیت کو چھپاتے نہیں۔ مکہ فتح ہو جاتا ہے۔ ایک شخص کانپتا ہوا سامنے آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

هوّن علیک نفسک

میاں ڈرتے کیوں ہو۔ میں تو وہی ہوں جس کی ماں غربت کی وجہ سے باسی گوشت کھا لیا کرتی تھی۔

اسی طرح لوگ اپنے دشمن پر قابو پاتے ہیں تو اپنے دل کے ارمان نکالتے ہیں۔ اُسے مکمل طور پر کچل دینے کے منصوبے بناتے ہیں۔ مگر اس آقائے دو عالم کا حال سنو:۔

وہی جانی دشمن جو نہ ایک سال نہ دو سال بلکہ لگاتار ـــــ تیرہ سال مکہ میں آپ کو ہر قسم کی تکلیف و آلام کا تختۂ مشق بناتے رہے اور قسم قسم کے ظلم و ستم توڑتے رہے مغلوب ہونے کی حالت میں فتح مکہ کے وقت پیش ہوتے ہیں۔ تو مارے شرمندگی اور ندامت کے اُن کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ اُن کے اعمال ایک ایک کر کے ان کی نظروں کے سامنے آتے ہیں۔ اُنہیں اپنے بچاؤ کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی ـــــ کہ ایک آواز بلند ہوتی ہے ـــــ

"اے مکہ والو بتاؤ اب میں تم سے کیا سلوک کروں؟"

وہ خاموش ہیں۔ نہایت شرمساری سے گردن جھکائے ہوئے عرض کرتے ہیں:۔

"ہم آپ سے بھلائی کی توقع رکھتے ہیں۔ آپ ہمارے بزرگ بھائی ہیں اور بزرگ بھائی کے بیٹے۔ ہم آپ سے وہی چاہتے ہیں۔ جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا۔"

اُن کا یہ جواب سن کر آپ فرماتے ہیں:۔

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء

جاؤ تم آزاد ہو۔ میں تمہیں کچھ سرزنش نہیں کرتا! (رواتی [illegible])

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ [illegible] ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے والحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

اخبار احمدیہ ربوہ حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری اور محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناسازیٔ طبع بیمار ہیں احباب ہر دو بزرگان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۷؍ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقامِ محمود

از حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

ذیل میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی اُس بصیرت افروز تقریر کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔ جو آپ نے ۱۹۵۱ء کے سالانہ جلسہ میں بمقام ربوہ فرمائی۔ اس میں آپ نے دنیوی قلعوں میں بادشاہوں کی طرف سے بنائے گئے دربارِ خاص کے مقابل پر روحانی دربار خاص کا منظر پیش کرتے ہوئے اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کے اُس عظیم الشان انعام کی تفصیل بیان فرمائی جو آپؐ کو "مقامِ محمود" کے رنگ میں عنایت کیا گیا۔ امید ہے کہ تقریر کا یہ حصہ سیرت النبیؐ کے موضوع سے گہری مناسبت کے باعث خاص دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

محمد رسول اللہ صلعم کو مقامِ محمود کی بشارت

پھر اسی دربارِ خاص میں ایک اور عظیم الشان انعام بھی اس خدائی گورنر جنرل کو عطا کیا گیا اور کہا گیا کہ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

یعنی اے محمد رسول اللہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ہر دوست اور دشمن تیری تعریف میں رطب اللسان ہوگا اور ہر مقام پر تیرے اخلاق اور اعلیٰ درجہ کے کردار کا چرچا ہوگا۔ اس انعام کا اعلان بھی ایسی حالت میں کیا گیا جب دنیا اپنی نابینائی کی وجہ سے اس خدائی گورنر ... کا حُسن دیکھنے سے عاری تھی۔ اور وہ اپنی ... لعنت کے جوش میں اسے محمدؐ کہنے کی بجائے مذمم کہہ کر پکارا کرتی تھی۔ مگر ایسی مخالفت پر کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ اُس کا روحانی حُسن ظاہر ہونا شروع ہؤا۔ اور لوگوں کو محسوس ہؤا کہ اُنہوں نے سونے کو پیتل اور ہیرے کو کوئلہ قرار دے کر ہمالیہ سے بھی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

ہر وصف میں یکتا نبی اور بے نظیر نبی

انہوں نے تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے اتار کر اس کے اخلاقِ فاضلہ کو دیکھا تو انہیں بے مثال پایا۔ اس کے زندگی بخش کلام کو سُنا تو اُسے تمام کلاموں سے افضل پایا۔ اس کے علم کو دیکھا تو دُنیا کے بڑے بڑے عالموں کو اس کے سامنے جاہل پایا اس کی معرفت کو دیکھا تو بڑے بڑے عارفین کو اُس کے آگے زانوئے تلمذ کو تہہ کرتے دیکھا، اُس کی محبت اور تعلق باللہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا ویسا عاشق اور سچا عبادت گذار اُنہیں ساری دنیا میں نظر نہ آیا۔ اُنہوں نے اس کے دلائل و بینات کا جائزہ لیا تو اُن کا رد کرنے کی دنیا کے کسی مذہب میں طاقت نہ پائی۔ اس کی دعاؤں کی قبولیت کو دیکھا تو انہیں بے نظیر پایا۔ اس کے فیوض و برکات اور اس کی تعلیمات کا مشاہدہ کیا تو دنیا میں اُن کا کوئی ثانی نہ دیکھا۔ اس کی پیشگوئیوں پر اُنہوں نے نظر دوڑائی تو اُنہیں آپ کی صداقت اور راستبازی کا ایک بڑا نشان دیکھا، غرض جس پہلو سے بھی اُنہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اُسے مجسمۂ حُسن و احسان پایا۔ اور وہ آپؐ کے ایسے والہ و شیدا ہوئے کہ تمام دنیوی علائق کو توڑ کر وہ آپؐ سے ایسے وابستہ ہوگئے اور اس عہدِ وفا کو اُنہوں نے مرتے دم تک اس خوبی سے نباہا کہ پہلی اُمتیں اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

زبانوں پر حمد کے ترانے

یہی وہ چیز تھی جس کی خدا تعالیٰ کی طرف سے ان الفاظ میں خبر دی گئی تھی۔ کہ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

یعنی اے محمد رسول اللہ آج لوگ تیرا حُسن دیکھنے سے قاصر ہیں وہ تجھے ایسی گٹھلی سمجھتے ہیں جو پاؤں تلے روندی جائے گی ایک ایسا بیج خیال کرتے ہیں جسے پرندے اُچک کر لے جائیں گے مگر ہم نے تیرے اندر ایسی خوبیاں ودیعت کر دی ہیں کہ جوں جوں اُن خوبیوں کا ظہور ہوتا جائے گا تیری حمد کے ترانے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہونے جائیں گے اور مذمم کہنے والے تجھ پر درود اور سلام بھیجیں گے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے وہ تمام مسائل جن پر یورپ کے مدبرین اور بڑے بڑے فلاسفر بھی اعتراض کیا کرتے تھے آج دنیا اُن کی معقولیت کی قائل ہو رہی ہے اور وہ تسلیم کرتی ہے کہ دنیا کی مشکلات کا صحیح حل صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ تعلیم میں ہی ہے۔

اسلامی تعلیم کی برتری کا اعتراف

ایک زمانہ ایسا گذرا ہے جب توحید کے اعلان پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو انتہائی مصائب کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر آج ساری دنیا خدائے واحد کے آستانہ پر اپنا سر جھکائے ہوئے ہے بلکہ وہ لوگ جو مذہباً تثلیث کے قائل ہیں یا مذہباً سینکڑوں دیوتاؤں کو تسلیم کرتے ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ خدا تو ایک ہی ہے باقی سب اُس کے ظہور ہیں۔ پھر شراب کو اچھا سمجھا جاتا تھا۔ اسلام کے مسئلہ طلاق پر ... اعتراض کیا جاتا تھا، تعدد ازدواج کو عورتوں کے لئے شدید ظلم قرار دیا جاتا تھا۔ سود کو تجارت کا ایک لازمی جزو سمجھتے ہوئے بڑا مفید خیال کیا جاتا تھا، پردہ کو بُرا خیال کیا جاتا تھا۔ ورثہ کے مسائل کو درست نہیں سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج دنیا ٹھوکریں کھا کر اسی تعلیم کی طرف آ رہی ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کی۔ کیونکہ خدا نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ آپ کو مقامِ محمود عطا کرے گا۔ اور دنیا آپ کے اخلاق اور آپ کی تعلیم کی برتری کی وجہ سے اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کی تعریف کرے گی۔

دشمنوں کے منہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف

حقیقت یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام فضائلِ حسنہ سے اس طرح متصف کر کے مبعوث فرمایا ہے کہ کوئی خوبی نہیں جو آپؐ میں نہ پائی جاتی ہو۔ اور کوئی کمال نہیں۔ جو آپؐ کے اندر نہ دکھائی دیتا ہو اور پھر ہر کمال اپنے اپنے دائرہ میں ایسی امتیازی شان کے ساتھ آپؐ کے اندر پایا جاتا ہے۔ کہ دوست تو الگ رہے، دشمن بھی آپؐ کی تعریف کرنے پر مجبور ہیں۔ اور آپؐ کے اخلاق کی بلندی اور آپؐ کے کردار کی پاکیزگی کے معترف ہیں۔

پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے وہ مقامِ محمود عطا کیا کہ آپؐ کا حُسن کبھی دشمن کی آنکھوں میں بھی عرفان کی ایک جھلک پیدا کر دیتا ہے اور وہ بھی آپؐ کی ستائش کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

اخلاقِ فاضلہ کے لحاظ سے محمد رسول اللہؐ کا بلند مقام

پھر اخلاقِ فاضلہ کو لو تو کوئی خُلق نہیں جس میں آپؐ نے دنیا کے لئے ایک بے مثال نمونہ نہ چھوڑا ہو۔ اور ہر شخص آپؐ کے اُن اخلاق کو دیکھ کر آپؐ کی تعریف کرنے پر مجبور نہ ہو، مثال کے طور پر بہادری کو لے لو، استقلال کو لے لو، سخاوت کو لے لو، حیا کو لے لو، انصاف کو لے لو، رحم کو لے لو، دوستوں اور دشمنوں سے آپؐ کے معاملات کو دیکھ لو۔ جنگ میں آپؐ کی ہوشیاری کو دیکھ لو۔ عورتوں اور بچوں سے معاملات کو لے لو۔ آپؐ کے تنظیمی کارناموں پر نظر ڈالو۔ آپؐ کی جرنیلی شان کو ملاحظہ کرو، تمہیں دکھائی دے گا کہ ہر پہلو کے لحاظ سے آپؐ کو "مقامِ محمود" حاصل ہے اور ہر معاملہ میں دُنیا آپؐ کی اقتدا کرنے پر مجبور ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بہادری

آپؐ کی بہادری کی یہ کیفیت تھی۔ کہ مدینہ میں ایک دفعہ باہر جنگل کی طرف سے شور کی آواز آئی، اُن دنوں یہ خبریں مشہور ہو رہی تھیں کہ روما کی حکومت مدینہ پر حملہ کرنے والی ہے۔ اس شور کی آواز پر تمام مسلمانوں میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ اور وہ اس ارادہ کے ساتھ مسجد میں جمع ہوئے کہ مشورہ کے بعد کچھ لوگوں کو باہر بھجوا دیا جائے جو دیکھیں کہ یہ کیسا شور ہے۔ مگر ابھی وہ جمع ہی ہو رہے تھے۔ کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے باہر سے تشریف لا رہے ہیں آپؐ نے آتے ہی فرمایا میں شور کی آواز سُن کر فوراً باہر چلا گیا تھا اور میں نے چکر لگا کر دیکھ لیا ہے۔ کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ اطمینان سے اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔

صبر و استقلال

صبر و استقلال آپؐ کے اندر اس قدر پایا جاتا تھا کہ مکی زندگی میں کفار کی طرف سے آپؐ کو سخت سے سخت تکالیف دی گئیں۔ آپؐ کو بُرا بھلا کہا گیا، آپؐ کو شعب ابی طالب میں ایک لمبے عرصہ تک محصور رکھا گیا۔ آپؐ کا مقاطعہ کیا گیا۔ آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اس قدر گھونٹا گیا کہ آپؐ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ آپؐ پر پتھروں کی اس قدر بوچھاڑ کی گئی کہ طائف سے آتے وقت آپؐ سر سے پیر تک لہولہان ہو گئے۔ مگر ان تکالیف کے باوجود آپؐ جس پیغام کو لے کر کھڑے ہوئے تھے اُسے اُٹھتے بیٹھتے سوتے اور جاگتے آپؐ نے لوگوں تک پہنچایا اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپؐ کے پائے ثبات میں جنبش نہیں آئی۔

سخاوت

سخاوت آپؐ کے اندر اس قدر پائی جاتی تھی۔ کہ اگر آپؐ سے کوئی چیز مانگی جاتی اور وہ آپؐ کے پاس موجود ہوتی۔ تو آپؐ

اس کے دینے میں کبھی دریغ نہ فرماتے۔ اور یہ سخاوت عمر بھر آپؐ کا معمول رہی۔ مگر صحابہؓ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے ایام آتے تو اُن دنوں آپؐ کی سخاوت کا دائرہ غیر معمولی طور پر وسعت اختیار کر لیتا۔ اسی سخاوت کا یہ نتیجہ تھا کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو آپؐ کے گھر میں کوئی درہم اور دینار موجود نہیں تھا۔ حالانکہ آپؐ اس وقت عرب کے بادشاہ بن چکے تھے۔

حیا آپؐ کے اندر اس قدر پایا جاتا تھا کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ ایک کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔

رحم دلی

رحم آپؐ کے اندر اس قدر پایا جاتا تھا کہ آپؐ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رحم نہیں کرتا اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ آپؐ کا ایک نواسہ ایک دفعہ بیمار ہوا۔ اور اُس کی حالت نازک ہو گئی۔ آپؐ کی بیٹی نے آپؐ کی طرف پیغام بھیجا، آپؐ تشریف لائے اور بچے کو دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ ایک صحابیؓ کہنے لگے یا رسول اللہ آپؐ بھی روتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اللہ تعالےٰ نے مجھے سخت دل نہیں بنایا۔

عدل و انصاف

انصاف آپؐ کے اندر اس قدر پایا جاتا تھا کہ ایک دفعہ کسی بڑے خاندان کی عورت نے چوری کی اور وہ پکڑی گئی۔ اس پر بعض لوگوں نے چاہا کہ اس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ اسے سزا نہ دی جائے کیونکہ یہ بڑے خاندان کی عورت ہے۔ اس غرض کے لئے انہوں نے حضرت اُسامہؓ کو تیار کیا۔ اسامہؓ نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس عورت کے متعلق سفارش کی۔ تو آپؐ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمایا خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ اس قسم کا جُرم کرے تو میں اُس کے بھی ہاتھ کاٹ دوں،

بدر کی جنگ میں جن کفار کو مسلمانوں نے قید کر لیا تھا اُن میں حضرت عباسؓ بھی شامل تھے۔ اور چونکہ وہ ناز و نعمت میں پلے ہوئے تھے۔ اس لئے جب انہیں رسیوں سے جکڑا گیا تو انہوں نے شدتِ تکلیف کی وجہ سے کراہنا شروع کر دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں اُن کے کراہنے کی آواز پہنچتی تو آپؐ بے چینی میں بار بار کروٹیں بدلتے مگر زبان سے کچھ نہیں فرماتے تھے، صحابہؓ نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت دیکھی تو وہ سمجھ گئے کہ اس کی وجہ حضرت عباسؓ کا کراہنا ہے۔ وہ چپکے سے اُٹھے اور اُنہوں نے حضرت عباسؓ کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ اور اُن کے کراہنے کی آواز بند ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپؐ کے کانوں میں حضرت عباسؓ کے کراہنے کی آواز نہ آئی تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا عباس کے کراہنے کی آواز کیوں نہیں آرہی۔ اُنہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم نے آپؐ کی تکلیف کے خیال سے اُن کی رسیاں ڈھیلی کر دی ہیں آپؐ نے فرمایا یہ انصاف کے خلاف ہے کہ باقی قیدیوں کو سختی سے جکڑا جائے اور عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دی جائیں جاؤ یا تو عباس کی رسیاں بھی کس دو۔ اور یا پھر باقی قیدیوں کی رسیاں بھی ڈھیلی کر دو۔

قیصر روما کے دربار میں ابوسفیان کا اقرار

غرض جس پہلو کے لحاظ سے بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جائے آپؐ تعریف ہی تعریف کے قابل دکھائی دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب قیصر روما نے ابوسفیان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختلف سوالات کئے تو ہر سوال کے جواب میں اُسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبی اور آپ کے کمال کا اعتراف کرنا پڑا۔ جب اُس نے پوچھا کہ اس شخص کا خاندان کیسا ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ ایک نہایت معزز خاندان میں سے ہے۔ جب اس نے پوچھا کہ کیا دعوےٰ سے پہلے تم نے کبھی اسے کسی بُرائی میں مبتلا دیکھا تو اُس نے کہا ہرگز نہیں، جب اُس نے پوچھا کہ اس کی عقل اور اصابتِ رائے کا کیا حال ہے تو ابوسفیان کو یہی کہنا پڑا کہ ہم نے اُس کی عقل اور رائے میں کبھی کوئی عیب نہیں دیکھا۔ جب اُس نے پوچھا کہ کیا اُس نے کبھی بدعہدی بھی کی ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ اُس نے آجتک کوئی بدعہدی نہیں کی۔ جب اس نے پوچھا کہ وہ تمہیں کن باتوں کی تعلیم دیتا ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ ہمیں یہی کہتا ہے کہ ہم سچ بولا کریں خدائے واحد کی عبادت کیا کریں۔ وفائے عہد سے کام لیں، امانت اور دیانت کا مادہ اپنے اندر پیدا کریں اور ہر قسم کے ناپاک اور گندے کاموں سے بچیں، غرض باوجود مخالفت کے اُسے ہر سوال کے جواب میں آپؐ کی طہارت اور پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا۔ اور قیصر روما کے بھرے دربار میں اُسے آپ کے مناقب کا ترانہ گانا پڑا۔ کیونکہ خدا نے کہا تھا کہ ہم تجھے مقامِ محمود عطا کرنے والے ہیں۔ آج تیرے ماننے والے تجھے بے شک مذمم کہہ لیں بیشک ہر قسم کا جھوٹ بول کر تجھے بُرا بھلا کہتے پھریں مگر ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ تیری تعریف قائم کی جائے اور زبانوں اور دلوں پر تیری حمد جاری کی جائے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کی تقدیر ابوسفیان کو قیصر روما کے دربار میں کھینچ کر لے گئی اور شاہی دربار میں اُسے اقرار کرنا پڑا کہ مکہ کے لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ محمدؐ رسول اللہ حقیقتاً تعریف کے قابل ہیں اور کوئی عیب اُن میں نہیں پایا جاتا۔

موجودہ زمانہ میں مقامِ محمود کی تجلیات

پھر اللہ تعالےٰ نے اسی مقامِ محمود کی تجلیات کو اور زیادہ روشن اور نمایاں کرنے کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ کے بعد مجھے پیدا کیا اور ہم سے اُس نے آپ کے حُسن کی تعریف کروائی کہ آج اپنے تو الگ رہے بیگانے بھی آپ کی تعریف کر رہے ہیں۔ اور یورپ اور امریکہ میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے ہیں۔ مگر یہ تغیر کیوں ہوا۔ اسی لئے کہ اس روحانی دربارِ خاص کا بادشاہ جس انعام کا اعلان کرتا ہے۔ وہ انعام ملتا چلا جاتا ہے۔ اور کوئی انسان اس کو چھیننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جب اس نے اپنے دربار میں یہ اعلان کیا کہ اے ہمارے گورنر جنرل ہم تجھے ایسے مقام پر پہنچانے والے ہیں کہ دنیا تیری تعریف کرنے پر مجبور ہو گی تو کون شخص تھا۔ جو خدا تعالےٰ کے اس پروگرام میں حائل ہو سکتا۔ اس نے محمدی انوار کی تجلیات کو روشن کرنا شروع کیا۔ اور اُس کے حُسن کو اتنا بڑھایا کہ دنیا کی تمام خوبصورتیاں اس حسین چہرہ کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ اور دوست اور دشمن سب کے سب یک زبان ہو کر پکار اُٹھے کہ محمدؐ حقیقتاً محمد اور قابلِ تعریف ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

عظیم الشّان دربار

غرض یہ کیسا عظیم الشان دربار ہے کہ اس میں بادشاہ کی طرف سے اپنے درباری کو جو انعام دیا گیا۔ وہ دنیا کی شدید مخالفت کے باوجود قائم رہا، قائم ہے اور قائم رہے گا۔ حکومتیں اس روحانی گورنر جنرل کے مقابلہ میں کھڑی ہوئیں تو وہ مٹا دی گئیں۔ سلطنتوں نے اس کو ترچھی نگاہ سے دیکھا تو وہ تہ و بالا کر دی گئیں۔ بڑے بڑے جابر بادشاہوں نے اس کا مقابلہ کیا تو وہ مچھر کی طرح مسل دیئے گئے۔ کیونکہ اس دربارِ خاص کا بادشاہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اُس کے مقرر کردہ گورنر جنرل کی کوئی ہتک کرے یا اس کے پہنائے ہوئے جبّہ کو کوئی اُتارنے کی کوشش کرے۔ وہ اپنے درباریوں کے لئے بڑا غیور ہے۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اس درباری کے لئے غیرت مند ہے۔ جس کا مبارک نام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا تعالےٰ کی اُس پر لاکھوں برکتیں اور کروڑوں سلام ہوں۔ آمین یا ربّ العالمین ۞

تبلیغ کے لئے کتب سلسلہ کی ضرورت

نظارت ہٰذا کی طرف سے غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں کو جو تبلیغی لٹریچر بھجوایا جاتا ہے وہ چھوٹے ٹریکٹوں اور رسالوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ مگر یہ ابتدائی لٹریچر پڑھنے کے بعد احباب کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے عظام کی تصانیف کا مطالبہ ہوتا ہے۔ جسے بجٹ کو ملحوظ رکھتے ہوئے پورا کرنا پڑتا ہے۔ اور اکثر اوقات کتب نہ ملنے کی وجہ سے ایسے مطالبات کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

لہٰذا احباب جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ تبلیغی اغراض کے لئے ایسی کتب نظارت ہٰذا کو مہیا فرمائیں۔ اگر کوئی دوست کتب نہ بھجوا سکیں۔ تو حسبِ استطاعت قیمت کتب کے طور پر رقم بھجوا سکتے ہیں۔ ایسی رقوم نظارت ہٰذا کی امانت "ن" میں ارسال فرمائی جائیں۔ اور کتب ذیل کے پتہ پر بھجوائی جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

احادیث رسول اللہ اور ان کی تشریح

چند جواہر پارے!

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی

(۱)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (مسلم)

ترجمہ:۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ تم میں سے جو شخص کوئی خلافِ اخلاق یا خلافِ دین بات دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے لیکن اگر اُسے یہ طاقت حاصل نہ ہو تو اپنی زبان سے اس کے متعلق اصلاح کی کوشش کرے۔ اور اگر اسے یہ طاقت بھی نہ ہو تو کم از کم اپنے دل میں ہی اسے بُرا سمجھ کر (دُعا کے ذریعہ) بہتری کی کوشش کرے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ یہ سب سے کمزور قسم کا ایمان ہے۔

تشریح:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہت سی دینی اور اخلاقی بدیاں اس لئے پھیلتی ہیں کہ لوگ اُنہیں دیکھ کر خاموشی اختیار کرتے اور ان کی اصلاح کے لئے کوئی قولی یا عملی قدم نہیں اُٹھاتے۔ اس طرح نہ صرف بدی کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک شخص کے بُرے نمونہ سے بیسیوں مزید آدمی خراب ہوتے ہیں۔ بلکہ لوگوں کے دلوں میں سے بدی کا رُعب بھی کم ہونے لگتا ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ قانونی طریق کے علاوہ سوسائٹی میں سے بدی کو مٹانے کے دو ہی بڑے ذریعے ہیں ایک ذریعہ بزرگوں اور نیک لوگوں کی نگرانی اور نصیحت ہے۔ جو بے شمار کمزور طبیعتوں کو سنبھالنے کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور دوسرا ذریعہ بدی کا وہ رُعب اور ڈر ہے جو سوسائٹی کی رائے عامہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی لاتعداد لوگوں کو بدی کے ارتکاب سے روک دیتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ بد صحبت میں مبتلا ہو کر خراب ہونے لگتا ہے مگر اسکی والد یا والدہ یا کسی اور نیک بزرگ کی بروقت نگرانی اور نصیحت اسے گرنے سے سنبھال لیتی ہے یا ایک شخص اپنے اندر ایک خاص قسم کی بدی کی طرف میلان پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ مگر اُسے سوسائٹی کا رُعب اور ڈر اس میلان سے روک کر پھسلنے سے بچا لیتا ہے۔ اسی طرح اگر عملی نگرانی یا قولی نصیحت نہ بھی ہو تو نیک لوگوں کی خاموش دعائیں بھی خاندانوں اور قوموں کی اصلاح میں بڑا کام کرتی ہیں۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں موجباتِ اصلاح کو حرکت میں لا کر مسلمانوں میں بدی کا رستہ بند کرنا اور نیکی کا رستہ کھولنا چاہتے ہیں۔ دنیا میں اکثر لوگ ایسے سُست اور غافل اور بے پروا ہوتے ہیں۔ کہ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا کوئی عزیز یا دوست یا ہمسایہ برملا طور پر ایک خلافِ اخلاق یا خلافِ دین حرکت کرتا ہے مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور یہ خیال کر کے کہ ہم کسی عزیز یا دوست کا دل میلا کیوں کریں یا ہم کسی سے جھگڑا مول کیوں لیں یا ہمیں دوسروں کے ذاتی اخلاق سے کیا سروکار ہے بالکل بے حس و حرکت بیٹھے رہتے ہیں۔ اور بدی اُن کی آنکھوں کے سامنے جڑ پکڑتی اور پودے سے پیڑ اور پیڑ سے درخت بنتی چلی جاتی ہے۔ مگر ان کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی۔ یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ جو آگ آج ان کے ہمسایہ کے گھر میں لگی ہے کل کو وہی وسیع ہو کر ان کے اپنے گھر کو بھی تباہ کر دے گی۔

الغرض ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت اور دُور اندیشی سے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم اپنے اردگرد بدی اور گناہ کی آگ دیکھ کر تماشہ بین بن کر نہ بیٹھے رہو بلکہ اولاً اپنے ہمسایہ کے گھر کو اور پھر خود اپنے گھر کو بھی اس آگ کی تباہی سے بچاؤ۔ اور آپ نے اس تبلیغی اور تربیتی جدوجہد کو تین درجوں میں منقسم فرمایا ہے اوّل یہ کہ انسان کو طاقت ہو تو بدی کو اپنے ہاتھ سے روک دے۔ دوسرے یہ کہ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان کی نصیحت سے روکنے کی کوشش کرے۔ اور تیسرے یہ کہ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر دل کے ذریعہ سے روکے۔ اس جگہ ہاتھ سے روکنے سے غیر اور لاتعلق لوگوں کے خلاف تلوار چلانا یا جبر کرنا مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس پوزیشن میں ہو کہ وہ کسی بدی کو اپنے ہاتھ کے اثر سے بدل سکے تو اس کا فرض ہے کہ ایسا کرے مثلاً اگر ایک باپ اپنے بچے کو کسی غلط رستہ پر پڑتا دیکھے یا ایک افسر اپنے ماتحت کو یا ایک آقا اپنے نوکر کو بدی کے رستہ پہ گامزن پائے۔ تو اس کا فرض ہے کہ اپنے جائز اقتدار کے ذریعہ اس بدی کا سدِّباب کرے۔ اور زبان سے روکنے سے نصیحت کرنا یا حسب ضرورت مناسب تنبیہہ کے ذریعہ روکنا مراد ہے۔ اور دل کے ذریعہ اصلاح کرنے سے محض خاموش رہ کر دل میں بُرا ماننا مراد نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "دل کے ذریعہ بدلنے یا روکنے" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور یہ غرض ہرگز محض دل میں بُرا ماننے کے ذریعہ پوری نہیں ہو سکتی۔ پس دل کے ذریعہ روکنے سے مراد دل کی دعا ہے۔ جو اصلاح کا ایک تجربہ شدہ ذریعہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ ہے کہ اگر ایک انسان کسی بدی کو نہ تو ہاتھ سے روک سکے اور نہ ہی زبان سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ کم از کم دل کی دعا کے ذریعہ ہی اصلاح کی کوشش کرے۔ اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل کے ذریعہ روکنے کی کوشش کرنا سب سے کمزور قسم کا ایمان ہے اس سے یہ مراد ہے۔ کہ محض دل کی دعا پر اکتفا کرنا بہت کمزور قسم کی چیز ہے۔ اصل مجاہد انسان وہی سمجھا جا سکتا ہے جو دل کی دعا کے ساتھ ساتھ خدا کی پیدا کردہ ظاہری تدابیر بھی اختیار کرتا ہے۔ جو شخص محض دعا پر اکتفا کرتا ہے اور بدی کو روکنے کے لئے کوئی ظاہری تدبیر عمل میں نہیں لاتا۔ وہ دراصل اصلاحِ نفس کے فلسفہ کو بہت کم سمجھتا ہے۔ دعا میں بے شک بڑی طاقت ہے۔ لیکن زیادہ مؤثر دُعا وہ ہے جس کے ساتھ ظاہری تدبیر بھی شامل ہو تا کہ انسان نہ صرف اپنے قول سے بلکہ اپنے عمل کے ذریعہ بھی خدا کے فضل کا جاذب بنے۔

پس تمام سچے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد پر عمل کریں۔ یعنی اگر ان کے سامنے کوئی ایسا شخص بدی کا مرتکب ہو جو ان کا کوئی عزیز یا دوست یا ماتحت ہے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دیں اور اگر کوئی شخص بدی کا مرتکب ہونے لگے جسے ہاتھ سے روکنا ان کے اختیار میں نہیں بلکہ ہاتھ کے ذریعہ روکنا فتنہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ تو اُسے زبان کی نصیحت سے روکنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر اپنے دل کی کمزوری یا فتنہ کے خوف کی وجہ سے انہیں ان دونوں باتوں کی طاقت نہ ہو تو پھر کم از کم اس بدی کے استیصال کے لئے دل میں ہی سچی تڑپ کے ساتھ دعا کریں۔ افراد اور خاندانوں اور قوموں کی اصلاح کے لئے یہ تدبیر اتنی مفید اور اتنی بابرکت ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو ایک بہت قلیل عرصہ میں ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ لیکن بدی کے نظاروں کو تماشے کے رنگ میں دیکھنے والا انسان ہرگز سچا مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔

(۲)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا نَنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ نَنْصُرُہٗ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ یَدَیْہِ (بخاری)

ترجمہ۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اپنے مسلمان بھائی کی بہرحال امداد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا کہ مظلوم ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم بھائی کی مدد کا مطلب تو ہم سمجھ گئے مگر ظالم بھائی کی مدد کس طرح کی جائے؟ آپ نے فرمایا ظالم کی مدد اس کے ظلم کے ہاتھ کو مضبوطی کے ساتھ روک کر کی جائے۔

تشریح:۔ یہ لطیف حدیث فلسفۂ اخوت اور فلسفۂ اخلاق کا ایک نہایت گراں قدر مجموعہ ہے فلسفۂ اخوت کا پہلو تو یہ ہے کہ ایک مسلمان بھائی کی مدد ہر حال میں ہونی چاہیئے۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ اخوت وہ چیز نہیں جسے کسی حالت میں بھی فراموش یا نظر انداز کیا جائے۔ جو شخص ہمارا بھائی ہے وہ ہر صورت میں ہماری مدد کا مستحق ہے۔ اور اس کا ظالم یا مظلوم ہونا اُس کے اس حق پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اس کے مقابل پر اس حدیث سے سیرا بات کا پہلو یہ ہے کہ خواہ ہمارا واسطہ غیر کے ساتھ ہو یا کہ بھائی کے ساتھ ہمارا ہر حال میں فرض ہے کہ دنیا سے بدی کو مٹائیں اور نیکی کو قائم کریں۔ کسی کے غیر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اس پر ظلم کریں اور کسی کے بھائی ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ہم ایک ظلم میں بھی اس کے معین و مددگار ہوں۔ اب غور کرو کہ بظاہر یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے کس قدر مخالف اور کتنی متضاد نظر آتی ہیں۔ اگر ظالم بھائی کی مدد نہ کی جائے تو اخوت کی تاریں ٹوٹتی ہیں اور اگر ظالم بھائی کی مدد کی جائے تو انصاف ہاتھ سے دینا پڑتا ہے۔ لیکن ہمارے آقا (فداہ نفسی) نے ان متوازی نہروں کو جو بظاہر ہمیشہ ایک دوسرے سے جدا رہتی ہوئی نظر آتی ہیں حکمت و دانشمندی کے ایک درمیانی رودبار کے ذریعہ اس طرح ملا دیا ہے کہ وہ گویا ایک جان ہو کر بہنے لگ گئی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

اخوت ایک ایسا مقدس رشتہ ہے جو کسی حالت میں ٹوٹنا نہیں چاہیئے۔ میرا بھائی خواہ اچھا ہے یا بڑا۔ نیک ہے یا بد۔ ظالم ہے یا مظلوم۔ بہرحال وہ میرا بھائی ہے اور اس کی اخوت کی تاریں کسی حالت میں کاٹی نہیں جا سکتیں۔ لیکن خدا نے اسلام ظلم کی بھی اجازت نہیں دیتا اور دشمن تک سے انصاف کا حکم فرماتا ہے اس لئے ان دو باتوں کو اس طرح ملاؤ کہ بھائی کی تو بہرحال مدد کرو لیکن اس کے ظالم ہونے کی حالت میں اپنی مدد کی صورت کو بدل دو۔ اگر وہ مظلوم ہے تو اس کے ساتھ ہو کر ظالم کا مقابلہ کرو۔ اور اگر وہ ظالم ہے تو اس کے ساتھ لپٹ کر اس کے ظلم کے ہاتھ کو مضبوطی کے ساتھ روکو۔ اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس کے عرض کرو کہ بھائی! میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں مگر اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے تمہارے ہاتھ کو ظلم کی طرف بڑھنے نہیں دوں گا۔ یہ وہ مقدس اصول ہے جو اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا ہے۔ یہ خیال کرنا جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض زور دینے کی خاطر سے خاص قسم کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔ ورنہ مقصد یہی ہے کہ اگر تمہارا بھائی مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو اور اگر وہ ظالم ہے تو اس کے خلاف کھڑے ہو جاؤ بالکل غلط اور حدیث کے حکیمانہ الفاظ کے ساتھ گویا کھیلنے کے مترادف ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشاء ہوتا۔ تو آپ بڑی آسانی کے ساتھ فرما سکتے تھے کہ تم بہرحال ظلم کا مقابلہ کرو خواہ وہ تمہارے دشمن کی طرف سے ہو یا تمہارے بھائی مسلمان کی طرف سے۔ لیکن آپ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ نے اس فرمان میں بظاہر دو متضاد باتوں کو ملا کر ایک نہایت لطیف اور اچھوتا نظریہ قائم فرمایا ہے کہ:۔

(۱) بھائی بہرحال مدد کا مستحق ہے

(۲) ظلم کا بہرحال مقابلہ ہونا چاہیئے

(۳) اگر بھائی ظالم ہو تو اس کے ساتھ ہو کر اس کے ظلم کے ہاتھ کو مضبوطی سے روکو تاکہ اخوت بھی قائم رہے اور ظلم کا انسداد بھی ہو جائے۔

یہ وہ مرکب نظریہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر عرب کے صحرا سے اٹھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ لیکن آج تک یورپ و امریکہ کی کوئی ترقی یافتہ قوم بھی اس نظریہ کی بلندی کو نہیں پہنچ سکی۔ انہوں نے اگر کسی قوم کے ساتھ اخوت کا عہد باندھا تو اس اخوت کے اکرام میں بے پناہ ظلم کا دروازہ کھول دیا۔ اور اگر ہم خود کسی ظلم کے انسداد کے لیے اٹھے۔ تو اخوت کے عہد کی دھجیاں اڑا دیں۔

(۳)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَیْءٍ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ (ابوداؤد)

ترجمہ۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا کے تول میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔

تشریح۔ اعلےٰ اخلاق دین کا آدھا حصہ ہوتے ہیں اور اسلام نے اخلاق پر انتہائی زور دیا ہے۔ حتّٰی کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخلاق سے بڑھ کر خدا کے ترازو میں کسی چیز کا وزن نہیں۔ اور ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص بندوں کا شکر گذار نہیں بنتا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں بن سکتا۔ دراصل اعلیٰ اخلاق ہر نیکی کی بنیاد ہیں۔ حتّٰی کہ روحانیت بھی درحقیقت اخلاق ہی کا ایک ترقی یافتہ مقام ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا نے اخلاق کی درستی پر بہت زور دیا ہے۔ اور اس بارے میں اتنی حدیثیں بیان ہوئی ہیں۔ کہ شمار سے باہر ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام نے اعلےٰ اخلاق کے مظاہرہ کے لئے کسی حقدار کے حق کو نظر انداز نہیں کیا۔ خدا سے لے کر بندوں تک اور پھر بندوں میں بادشاہ سے لے کر غلام تک ہر ایک کے بارے میں حُسنِ خلق کی تاکید فرمائی ہے۔ افسر۔ ماتحت۔ باپ بیٹے۔ خاوند بیوی۔ بہن بھائی۔ ہمسایہ اجنبی۔ دوست دشمن۔ انسان حیوان۔ ہر ایک کے حقوق مقرر فرمائے۔ اور پھر ان حقوق کو بہترین صورت میں ادا کرنے کی ہدایت دی ہے۔ اور کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ حتّٰی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم اپنے ملنے والوں کو مسکراتے ہوئے چہرہ سے مل کر ان کے دل کو خوش کرو تو یہ بھی تمہارا ایک نیک خلق ہوگا۔ اور تمہیں خدا کے حضور ثواب کا مستحق بنائے گا۔ اور دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں کہ رستہ چلتے ہوئے اگر کوئی کانٹے دار چیز یا پاؤں کو پھسلانے والا چھلکا یا ٹھوکر لگانے والا پتھر یا بدبو پیدا کرنے والی گندگی نظر آئے تو اسے راستہ سے ہٹا دو۔ تاکہ تمہارا کوئی بھائی اس کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا نہ ہو۔

خود آپ کے اپنے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی سوالی کو رد نہیں کیا۔ کبھی کسی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے چھوڑنے میں پہل نہیں کی۔ یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ بیواؤں کی دستگیری فرمائی۔ ہمسایوں کو اپنے حُسنِ سلوک سے گرویدہ کیا۔ چھوٹے سے چھوٹے صحابی کی بیماری کا سنا تو اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ شفقت اور محبت کا کلام کر کے اس کی ہمت بڑھائی۔ مدینہ میں ایک غریب بوڑھی عورت رہتی تھی۔ جو ثواب کی خاطر مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ چند دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر نہیں آئی۔ تو آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا۔ کہ فلاں عورت خیریت سے تو ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بیچاری تو مختصر سی بیماری کے بعد فوت ہو گئی اور ہم نے آپ کی تکلیف کے خیال سے آپ کو اس کے جنازہ کی اطلاع نہیں دی۔ آپ خفا ہوئے کہ مجھے کیوں بے خبر رکھا۔ اور پھر اس کی قبر پر جا کر دعا فرمائی۔ ایک دفعہ غالباً پردہ کے احکام سے پہلے جبکہ آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف رکھتے تھے ایک شخص آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ آپ نے اس کی اطلاع پا کر حضرت عائشہ سے فرمایا یہ آدمی اچھا نہیں ہے۔ مگر جب یہ شخص آپ کے پاس آیا۔ تو آپ نے بڑی دلداری اور شفقت کے ساتھ اس سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ اس شخص کو برا کہتے تھے مگر جب وہ آپ سے ملا۔ تو آپ نے بڑی دلداری اور شفقت کے ساتھ اس سے باتیں کیں؟ آپ نے فرمایا عائشہ کیا میرا یہ فرض نہیں کہ لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤں؟ ابوسفیان اسلام لانے سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔ مگر جب قیصر روما نے اس سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو کیا تعلیم دیتا ہے اور کیا اس نے کبھی تمہارے ساتھ کوئی بدعہدی یا غداری کی ہے؟ تو ابوسفیان کی زبان سے اس کے سوا کوئی الفاظ نہ نکل سکے کہ وہ بُت پرستی سے روکتا ہے اور حُسنِ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اس نے آج تک ہمارے ساتھ کوئی بدعہدی نہیں کی۔ آپ کے یہ اخلاق فاضلہ صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں تھے بلکہ آپ نے بے زبان جانوروں تک کو بھی اپنی شفقت میں شامل فرمایا۔ چنانچہ آپ اپنے صحابہ کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے فی کل کبد رطبۃ اجر۔ "یعنی یاد رکھو کہ ہر جاندار چیز پر رحم کرنا ثواب کا موجب ہے۔" ایک موقعہ پر ایک اونٹ جس پر زیادہ بوجھ لادا گیا تھا تکلیف سے کراہ رہا تھا آپ اسے دیکھ کر بے قرار ہو گئے اور اس کے قریب جا کر اس کے سر پر محبت کے ساتھ ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک سے کہا۔ کہ یہ بے زبان جانور تمہارے ظلم کی شکایت کر رہا ہے ان پر رحم کرو تا تم پر بھی آسمان پر رحم کیا جائے۔

یہ وہ اخلاق ہیں جو ہمارے آقا نے ہمیں سکھائے مگر افسوس ہے کہ آجکل بہت سے مسلمان ان اخلاق کو فراموش کر چکے ہیں۔

(۴)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آدمی آئے تو اس کا واجبی اکرام کیا کرو۔

تشریح۔ ملکوں۔ قوموں اور پارٹیوں کے تعلقات کو استوار رکھنے کا بہترین ذریعہ ایک دوسرے کے لیڈروں کا اکرام اور احترام ہے۔ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں کو سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ یہ حدیث جو اسی قسم کی دوسری بہت سی حدیثوں میں سے بطور نمونہ لی گئی ہے اسی سنہری ارشاد کی حامل ہے! اختلافات جس طرح افراد کے درمیان ہو جاتے ہیں اسی طرح قوموں اور ملکوں کے درمیان بھی اختلافات ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان اختلافات کے زہر کے کم کرنے کا بہترین ذریعہ ایک دوسرے سے حُسنِ اخلاق سے پیش آنا ہے۔ اور اس تعلق میں دوسری قوموں اور پارٹیوں کے لیڈروں کا واجبی احترام کرنا بڑا بھاری اثر رکھتا ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بھی تمہارے پاس کسی قوم یا پارٹی کا کوئی رئیس یا لیڈر آئے تو خواہ کسی مذہب و ملت کا ہو اس کیساتھ واجبی احترام سے پیش آؤ۔ اور اس کے خاطر خواہ اکرام میں ہرگز غفلت سے کام نہ لو۔ اس زریں ہدایت میں مہمان نوازی اور حُسنِ اخلاق اور حُسنِ سیاست تینوں صفات حسنہ کا بہترین خمیر ہے۔

اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی اسوہ یہ تھا کہ گو آپ نہایت سادہ مزاج تھے۔ اور لباس اور خوراک میں کوئی تکلف کا پہلو نہیں تھا۔ مگر آپ نے بیرونی قوموں کے وفدوں کے استقبال کیلئے خاص لباس رکھا ہوا تھا اور جب بھی کوئی وفد آتا تھا آپ اس خاص لباس کو پہن کر اس سے ملاقات فرماتے تھے۔ تاکہ آپ باہر سے آنیوالے مہمانوں کا واجبی اکرام کر سکیں اور آپکو وفود کے اکرام کا اتنا خیال تھا کہ مرض الموت میں وصیت فرمائی کہ میرے پیچھے وفدوں کے اکرام میں کمی نہ آنے دینا ایک سفیر نے آپکے روبرو گستاخانہ رویّہ اختیار کیا۔ آپنے فرمایا تم ایک قوم کے سفیر ہو کر آئے ہو اسلئے میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر فتح ہوا تو آپنے عام اعلان فرمایا کہ جو شخص مقابلہ سے دستکش ہو کر اپنے گھر

۲۰ [illegible] ... کے گھروں میں جا جا کر سازشوں کی ... نہیں سوچے گا وہ ہماری ... تک ... کہ میں قریش کا سردار ہوں مجھے میرا بھی اکرام ہونا چاہیئے۔ آپنے فرمایا بہت اچھا آپ کو خاطر ... جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھا رہیگا یا ... کے گھر میں پناہ لیگا وہ ... پناہ میں ... کا ... اکرام کیا۔ اور اپنے صحابہ کو اس کی تاکید فرمائی۔ اور یہی وہ ...

خطبہ جمعہ

بُری تقدیر کو روکنے کا اصل طریق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائے

اور

دُعاؤں سے کام لے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶ ر اگست ۱۹۵۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سورۂ انبیاء میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجعلنا السماء سقفاً محفوظاً وھم عن اٰیاتھا معرضون (ع ۳) ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا ہے۔ لیکن لوگ پھر بھی اس کے نشانوں سے اعراض کرتے ہیں۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کے متعلق محافظ کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ یعنے یہ نہیں کہا کہ آسمان دنیا کا محافظ ہے۔ حالانکہ بظاہر یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ ہم نے آسمان کو محافظ بنایا ہے۔ اور اس کے ذریعہ دنیا کی حفاظت ہو رہی ہے۔ بلکہ اس کی بجائے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ کہ میں نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا ہے۔ محفوظ کے بظاہر معنے تو یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ خود محفوظ ہے۔ لیکن اس سے مسلمانوں کی توجہ اس امر کی طرف بھی پھرائی گئی ہے کہ کئی دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے مسلمانوں کو تقدیر کے مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور

تقدیر کے معنے

یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ایک فیصلہ کرتا ہے۔ جو زمین پر نافذ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ انسان کے لئے بُرا فیصلہ ہوتا ہے۔ تو اس کو بھی کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اگر اچھا ہو۔ تو اس کو بھی روک نہیں سکتا۔ ہمارے ملک میں بھی کہتے ہیں کہ جو لکھی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔ مگر اس جگہ اس مسئلہ کے ایک دوسرے پہلو کو بیان فرمایا ہے۔ کہ تقدیر ٹل بھی سکتی ہے۔ آخر آسمانی تقدیر کے یہی معنی ہوتے ہیں نہ کہ وہ تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے اب یہ بات واضح ہے۔ کہ اگر کوئی ٹپکنے والی چھت ہو۔ تو جب بھی برسات ہوگی پانی ٹپکنے لگ جائے گا۔ مگر آسمان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اسے ایک محفوظ چھت بنایا ہے۔ یعنی اگر تم چاہو۔ تو آسمان کو اس طرح بند کر سکتے ہو۔ کہ کوئی بری تقدیر تم پر نازل ہی نہ ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر کوئی ٹپکنے والی چھت ہو۔ تو اس چھت پر چڑھ کر ہی اس کے سوراخ کو بند کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بُری تقدیر کو روکنا چاہے تو اُسے بھی آسمان پر چڑھ کر ہی اُسے روکنا پڑے گا۔ پس جعلنا السماء سقفاً محفوظاً میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ

اصل علاج یہ ہے

کہ مومن اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے اور اس سے دعائیں کرے۔ کہ وہ اپنی بُری تقدیروں کو روک دے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان کے دل میں اچھی تقدیر روکنے کی خواہش نہیں ہوگی۔ اس کے دل میں یہی خواہش ہوگی کہ بُری تقدیریں نہ آئیں۔ اور بری تقدیروں کے روکنے کا یہی طریق ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائے اور اس سے دُعاؤں سے کام لے۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ کہ جو لوگ بُری تقدیر کے آثار دیکھ کر یہ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اس تقدیر نے تو ٹلنا ہی نہیں غلطی پر ہیں۔ تقدیر ٹل سکتی ہے۔ بری تقدیر کے نازل ہونے کے یہ معنے ہیں کہ تمہارے آسمان میں کسی گناہ کی وجہ سے سوراخ ہو گیا ہے۔ اور اس سوراخ میں سے بُری تقدیر تم پر آ گرتی ہے۔ اگر تم آسمان پر جاؤ یعنے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ تو وہ بری تقدیر بھی ٹل سکتی ہے۔

غرض اس آیت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو

اس طرف توجہ دلائی ہے

کہ تم صرف یہ نہ سمجھا کرو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فلاں عذاب آ گیا ہے۔ اب یہ کیسے ٹل سکتا ہے۔ بلکہ تمہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس نے خود ہی تمہاری کامیابی کے لئے بھی ایک راستہ کھول دیا ہے۔ یعنے اگر کوئی شخص آسمان پر جا کر اپنی قسمت کے آسمان کو بدلنا چاہے تو بدل سکتا ہے۔ بلکہ اس حد تک بدل سکتا ہے۔ بلکہ اس حد تک بدل سکتا ہے۔ کہ وہ کلی طور پر محفوظ ہو جائے۔ اور بُری تقدیر اس پر نازل ہی نہ ہوا کرے گویا صرف اتنا ہی تغیر نہیں ہو سکتا۔ کہ کچھ بُری تقدیریں آ جائیں۔ اور کچھ اچھی۔ بلکہ فرماتا ہے جعلنا السماء سقفاً محفوظاً اگر آسمان پر جا کر کوئی شخص اس کی مرمت کر دے۔ اور اس کے تمام سوراخوں کو بند کر دے۔ تو خواہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنا بھی عذاب مقدر ہو۔ اور خواہ کتنی بھی خطرناک تقدیریں مقدر ہوں۔ اس کی دعائیں تمام کی بُری تقدیروں کو روک دیتی ہیں۔

دیکھو دعا تو بڑی چیز ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے بھائی کو اسہال آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ اسے شہد پلاؤ۔ وہ گیا اور اسے شہد پلایا۔ مگر اسہال زیادہ ہو گئے وہ پھر آپ کے پاس آیا۔ اور اس کا ذکر کیا۔ آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ جاؤ اور شہد پلاؤ۔ وہ پھر گیا اور اسے شہد پلایا مگر اسہال پھر زیادہ ہو گئے اس پر وہ تیسری دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اور خدا کا کلام سچا ہے۔ جاؤ اور اسے شہد پلاؤ یعنے جب خدا نے شہد کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں شفا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی بات کس طرح غلط ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اندر سے ایک سخت سدہ نکلا۔ اور اُسے شفا ہو گئی۔ اب دیکھو

یہ بھی ایک خدائی تقدیر

تھی۔ مگر شہد دعا کا مقابلہ نہیں کر سکتا دعا تو ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے عذابوں کو دور کر دیتی ہے اور دعا ایسا تریاق ہے جو قوموں کے عذابوں کو بھی دور کر دیتا ہے۔ بہرحال جس طرح شہد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں شفا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے خدا کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح دعا کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اُجیب دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ ع ۲۳) یعنی جب مجھ سے کوئی پکارنے والا دعا کرتا ہے۔ تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں ضرورت صرف یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے لئے صحیح راستہ اور

نیکی کا راستہ تجویز کرے

اسی طرح فرماتا ہے کہ اَمَّن یجیب المضطر اذا دعاہ (نمل ع ۵) کہ مضطر کی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون دعا سنتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس کی دعا رد ہو جائے گی۔ آخر تقدیر کا زیادہ تر اثر مضطر پر ہی ہوتا ہے کیونکہ مضطر وہی ہوتا ہے جس کو اپنی نجات اور کامیابی کا کوئی راستہ نظر نہ آئے۔ معمولی کھانسی اور بخار ہو اور انسان ڈاکٹر کے پاس جائے تو وہ کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ لیکن جب کسی مریض کی حالت زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے۔ تو ڈاکٹر کہتے ہیں۔ کہ اب اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ یہ تقدیر بُری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ [illegible] صورتوں میں تو علاج ممکن ہے۔ لیکن خطرناک صورتوں میں ممکن نہیں ہوتا۔ اور اس وقت

انسان مضطر ہوتا ہے

اور گھبرا کر ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَمَّن یجیب المضطر اذا دعاہ کہ جب مضطر یعنی تدبیروں سے مایوس ہو جانے والا انسان اسے پکارتا ہے۔ تو بتاؤ اللہ تعالیٰ کے سوا کون اس کی پکار کو سنتا اور اس کی حاجت کو پورا کرتا ہے۔ گویا جب لوگ دنیا کے مصائب سے تنگ آ جاتے ہیں۔ اور انسان سمجھتا ہے کہ میرے خلاف خدائی تقدیر جاری ہو گئی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سنتا اور تقدیروں کو ٹال دیتا ہے۔ غرض بری تقدیر کو رد کرنے کا ذریعہ یہی ہے۔ کہ انسان دعاؤں سے کام لے۔

ممکن ہے کوئی کہے کہ کسی انسان کی کیا طاقت ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کو روک سکے سو اس کے متعلق

ایک مشہور قصہ

یاد رکھنا چاہیئے روس کا ایک بادشاہ تھا اس کا ایک چیڑاسی ہوا کرتا تھا جس کا نام ٹالسٹائے تھا۔ اب تو وہ خاندان نواب بنا ہوا ہے۔ لیکن شروع زمانہ میں جو روس کا بادشاہ تھا ٹالسٹائے اس کا چیڑاسی ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ کو کوئی ضروری کام تھا۔ اس نے ٹالسٹائے سے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج کسی کو قلعہ میں داخل نہ ہونے دو۔ میں بعض مسائل پر

غور کر رہا ہوں اور مجھے خلوت کی ضرورت ہے۔ ٹالسٹائی نے کہا بہت اچھا۔ اس نے کہا دیکھو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج قلعہ میں کوئی شخص داخل نہ ہو وہ کہنے لگا حضور میں کسی کو داخل نہیں ہونے دوں گا۔ اتنے میں دروازہ پر کسی نے دستک دی۔

ٹالسٹائی نے دیکھا

تو وہ شہزادہ تھا۔ چپراسی نے آگے بڑھ کر کہا حضور آج اندر نہیں جانا۔ اس نے بڑے جوش سے کہا کہ تمہاری کیا طاقت ہے کہ مجھ کو جو شاہی خاندان کا فرد ہوں اندر داخل ہونے سے روکو۔ اس نے کہا حضور میں کیا کروں مجھے بادشاہ کی طرف سے حکم ہے کہ میں آج کسی کو اندر داخل نہ ہونے دوں اس نے کہا اس حکم کا مجھ پر کوئی اثر نہیں۔ ہو سکتا کیونکہ روسی کانسٹی ٹیوشن کے مطابق بادشاہ شہزادوں کے حقوق تلف نہیں کر سکتا اس لئے آگے سے ہٹ جاؤ ورنہ میں ماروں گا۔ اس نے کہا حضور میں اندر نہیں جانے دوں گا۔ شہزادہ نے کوڑا اُٹھایا اور اسے مارنا شروع کر دیا۔ وہ خاموش کھڑا رہا اور کوڑے کھاتا رہا۔ مارنے کے بعد اس نے سمجھا کہ اب یہ مجھے رستہ دے دیگا۔ مگر جب وہ آگے بڑھنے لگا۔ تو ٹالسٹائی نے اسے پھر روک دیا اور کہا حضور شہزادے ہیں۔ میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر میں اندر نہیں جانے دوں گا۔ اتنے میں شور کی آواز بادشاہ نے بھی سن لی۔ اور اس نے اوپر سے آواز دی۔ کہ ٹالسٹائی کون ہے اس پر شہزادے نے بڑے غصے سے کہا کہ حضور اس نے

میری عزت ہتک کی ہے

بادشاہ نے کہا تم دونوں اوپر آجاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں اوپر چلے گئے۔ بادشاہ نے شہزادہ سے پوچھا کہ اس نے کیا ہتک کی ہے؟ اس نے کہا میں شہزادہ ہوں مگر اس نے مجھے اندر داخل نہیں ہونے دیا۔ بادشاہ نے ٹالسٹائی سے کہا۔ تم نے اسے روکا تھا۔ اس نے کہا ہاں حضور روکا تھا۔ بادشاہ نے کہا تمہیں پتہ نہیں تھا کہ یہ شہزادہ ہے۔ اس نے کہا حضور پتہ تھا۔ بادشاہ نے کہا۔ پھر تم نے کیوں روکا۔ اس نے کہا حضور نے فرمایا تھا۔ کہ کسی کو اندر نہیں آنے دینا۔ اس پر بادشاہ نے شہزادہ سے کہا میں اوپر سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ میرا نام لیتا رہا۔ مگر تم پھر بھی اسے کوڑے مارتے رہے۔ اب اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ٹالسٹائی سے کہا کوڑا اٹھاؤ اور اسے مارو اس پر شہزادہ کہنے لگا

روسی کانسٹی ٹیوشن کے متعلق

کوئی نوبی (نوبل) کو نہیں مار سکتا بادشاہ نے کہا ٹالسٹائی میں نے تم کو لفٹنٹ بنا دیا ہے۔ اب کوڑا لو اور اسے مارو۔ شہزادہ کہنے لگا۔ حضور یہ بھی قانون ہے۔ کہ کوئی عامی آدمی شہزادے کو نہیں مار سکتا۔ اس نے کہا۔ اچھا کونٹ ٹالسٹائی تم اسے مارو گویا کونٹ کے لفظ سے ہی اُسے نواب بنا دیا۔ پرانے زمانہ میں جب کسی کو نواب بناتے تھے۔ تو بادشاہ اسے اعزاز کے طور پر اپنی سوٹی دیا کرتا تھا اس نے بھی ٹالسٹائی کو سوٹی دی۔ اور کہا اسے مارو چنانچہ ٹالسٹائی نے اسے مارا۔ اس دن سے وہ خاندان اب تک کونٹ چلا آتا ہے۔ اب دیکھو گو روس کی کانسٹی ٹیوشن کچھ اور تھی مگر بادشاہ نے بتا دیا کہ میں اسے توڑ بھی سکتا ہوں۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے کہ بے شک بری تقدیریں بھی ہوتی ہیں۔ مگر ان تقدیروں کو توڑنے والے ہم موجود ہیں۔ تم یہ کیوں کہتے ہو کہ یہ خدا کی تقدیر ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ جس کو بنانے کا حق ہے اس کو توڑنے کا بھی حق ہے۔ چنانچہ دیکھو پاکستان کی کانسٹی ٹیوشن بنی تو اس میں ایک دفعہ انہوں نے یہ بھی رکھ دی کہ اتنے ممبر ہوں تو یہ کانسٹی ٹیوشن بدلی جا سکتی ہے۔ چونکہ آجکل جمہوریت کا دور ہے۔ اس لئے ممبروں کی تعیین کر دی گئی ہے ورنہ انگریز کے زمانہ میں اکیلا وائسرائے ہی کانسٹی ٹیوشن کو بدل دیتا تھا۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہوتی تھی کہ اس کے سامنے بول سکے۔

غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ بعض تقدیریں بیشک خطرناک ہوتی ہیں۔ مگر ان

تقدیروں کو توڑنے والی چیز

بھی موجود ہے۔ اگر تم آسمان پر چڑھ کر اس کے سوراخوں کو بند کر دو۔ تو کوئی بری تقدیر تم پر نازل نہیں ہو سکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تقدیر کہے گی ہٹ جاؤ۔ میں خدا کی تقدیر ہوں۔ مجھے آگے جانے کا راستہ دو۔ مگر دعا اس کی راہ میں حائل ہو جائے گی۔ اور کہے گی کہ چل پرے ہٹ۔ میں بھی خدا کی ایک تقدیر ہوں جو تمہارے روکنے پر مقرر ہوں۔ پس ہٹ جاؤ۔ میں تمہیں نیچے نہیں جانے دوں گی۔ یہیں سے روک دوں گی۔ اس طرح بری تقدیر ہٹ جائے گی۔ اور انسان ضرر سے بچ جائے گا۔

(الفضل ۳۰ر اگست ۱۹۵۸ء)

ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق
احباب جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے۔ جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا انسان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ زکوٰۃ اموال کو پاکیزہ کرتی اور بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ صاحب نصاب مومن کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی ایسی ہی لازمی قرار دی گئی ہے جیسا کہ نماز کا ادا کرنا۔ بعض افراد غلط فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے جماعت کی طرف سے عائد کردہ چندوں کو زکوٰۃ کا قائم مقام سمجھتے ہوئے اس کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی اور چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ اس شرعی فرض کی ادائیگی میں سستی کر کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ نہ بنیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت زکوٰۃ کی جملہ رقوم مرکز میں پہنچنی ضروری ہیں۔ اور مقامی طور پر کوئی خرچ بھی مرکز کی منظوری کے بغیر نہیں ہونا چاہیئے۔ زکوٰۃ کی مد میں موجودہ آمد کی رفتار بہت کم ہو رہی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران مال اس بارہ میں پوری کوشش اور توجہ سے کام نہیں لے رہے۔ اگر احباب جماعت اس فرض کی طرف کما حقہٗ توجہ کریں اور اپنے حساب کا جائزہ لیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر گھر سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔

امید ہے کہ جماعتوں کے افراد و صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال خاص طور پر اس طرف توجہ کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نہایت ضروری اعلان
قابل شادی افراد کے کوائف مطلوب ہیں

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے۔ کہ نظارت ہذا میں ایک شعبہ رشتہ ناطہ قائم ہے اور اس میں جماعت کے قابل شادی افراد کے کوائف محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ نیز ان کوائف کی مدد سے موزوں رشتوں کے باہم تصفیہ اور تکمیل میں رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس طرح خدا کے فضل و کرم سے بہت رشتے طے ہو چکے ہیں۔ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے قابل شادی افراد کا جائزہ لے کر ان کے والدین کی رضامندی کے ساتھ ان کے کوائف ارسال فرما دیں۔ تاکہ ان کی روشنی میں رشتوں کے طے کرنے میں احباب جماعت کی رہنمائی کی جا سکے۔

نوٹ:۔ اس غرض کے لئے نظارت ہذا سے ضروری فارم حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواست دعا۔ میرے بڑے بھائی پاکستان میں اور میرا لڑکا یو۔پی میں بیمار ہے ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (سعید احمد قریشی قادیان)

درود شریف اور اُس کی برکات

نوع انسان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جس قدر احسانات ہیں اُن کا شمار ممکن نہیں لہٰذا بے شمار احسانات کے پیش نظر شکر گذاری کے طور پر آپ کے حق میں دعا کرنا بڑی سعادت ہے۔

خود خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں مومنوں کو درود شریف کی تلقین فرمائی اور فرمایا۔

ان اللّٰہ وملٰئکتہٗ یصلون علی النبی یا یھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ (احزاب ع ۷)

اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ من صلّی علی واحدۃ صلی اللّٰہ علیہ عشرًا۔ یعنی جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو دس گنا ثواب دیتا ہے۔

پھر درود شریف وہی بہتر ہے۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اس طرح مروی ہے :۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالہام الٰہی حکم دیا گیا کہ

(۱) صلِّ علی محمد وآلِ محمدٍ الصلوٰۃ ھو المُرَبّی۔

یعنی محمد رسول اللہ اور رسول اللہ کی آل پر ہمیشہ التزام کے ساتھ بہتر سے بہتر طور پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقیقی ذریعہ قربت کا اسی کے وجود باجود کو بنایا ہے۔

(۲) صلّ علی محمد وآل محمد سیدِ وُلدِ آدمَ وخاتم النبیین۔

یعنی درود بھیج محمد صلعم اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔

چنانچہ درود کی برکات اور اُس کی اہمیت کے پیش نظر آپؑ کثرت سے اس کے التزام کا ارشاد فرمایا کرتے حتیٰ کہ آپؑ نے بیعت کی دس شرائط میں سے تیسری شرط میں یہ الفاظ داخل کیا:

" سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔ (اشتہار ۱۲ر جولائی ۱۸۸۹ء)

درود شریف کی برکات کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ذاتی تجربہ بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ

" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے ایک اندرونی راستہ سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا بما صلّیت علی محمدؐ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۸ حاشیہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام درود شریف کے متعلق فرماتے ہیں :۔

" درود شریف کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔"

(اخبار الحکم جلد ۷ ص ۸)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

" درود بھی درد سے ہی نکلا ہوا ہے یعنی خاص درد سوز گداز اور رقت سے خدا کے حضور التجا کرنی کہ اے مولے تو ہی ہماری طرف سے خاص خاص انعامات اور مدارج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح سے آپ کے احسان کا بدلہ دے سکتے ہیں بجز اس کے کہ تیرے ہی حضور میں التجا کریں کہ تو ہی آپ کو ان سچی محنتوں اور جانفشانیوں کا سچا بدلہ جو تو نے آپ کے واسطے مقرر فرما رکھا ہے وہ آپ کو عطا فرما۔ انسان جب اس خاص رقت اور حضور قلب اور تڑپ سے گداز ہو کر آپ کے واسطے دعائیں کرتا ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے۔ اور خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور پھر اس دعا گو درود خواں کے واسطے بھی اُدھر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور ایک درود کے بدلہ میں دس گنا اجر اسے دیا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ کی روح اس درود خواں اور آپ کی ترقی مدارج کے خواہاں سے خوش ہوتی ہے اور اس خوشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ اس کو دس گنا اجر عطا کیا جاتا ہے انبیاء کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتے"

(الحکم ۱۲ر اپریل ۱۹۰۸ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

" درود دراصل اس احسان کا اقرار ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کیا۔ اور احسان کا اقرار انسان کے لئے از حد ضروری ہے۔ کبھی کسی شخص کے اعمال میں پاکیزگی نہیں پیدا ہو سکتی جب تک وہ اپنے احسان کرنے والے کا احسان مند نہیں ہوتا کیونکہ تمام صفائی اعمال میں احسان مندی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کثرت سے درود پڑھیں۔ تاکہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کے لئے آپ کے احسان مند ہوں۔ اور پھر ہمارے اعمال میں بھی پاکیزگی اور صفائی پیدا ہو۔

جو شخص اپنے محسن کا احسان مند نہیں ہوتا وہ فتنہ وفساد کا بیج بوتا ہے۔ کیونکہ نااحسانمندی اور ناشکر گذاری ہمیشہ فساد اور جھگڑا پیدا کرتی ہے۔ غور کر کے دیکھو جتنی لڑائیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں وہ ناحسان مندی سے ہی ہوتے ہیں پس ہمیں احسان فراموش نہیں بننا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احسان ہم پر ہیں ہمیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے اور ان کا اقرار کرتے رہنا چاہیئے۔"

" پھر درود سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے۔ اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ دنیا میں یہ طریق ہے۔ کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہوتا ہے۔ تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے۔ کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو۔ تو اس کے بچے سے محبت کرو پھر دیکھو وہ کیسی مہربان ہوتی ہے۔ فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے۔ تو یہ صدا کرتا ہے "مائی تیرے بچے جئیں" کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جب ماں یہ آواز سنتی ہے۔ تو دوڑی آتی ہے۔ اور فقیر کو خیرات دیتی ہے۔ دیکھو اس آواز کے سننے ہی جو اس کے پیارے بچے کے لئے ایک دعا ہوتی ہے۔ وہ کس طرح دوڑی آتی ہے۔ اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اس کے پیارے کے لئے دعا کی ہے۔ تو کہتا ہے۔ تو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی ہے آ میں تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں ۰۰۰۰۰ ہم مسجدوں میں جب آئیں تب بھی درود پڑھیں اور گھروں میں جب جائیں تب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔"

(الفضل ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

اعلان دعا

میرے پوتے ڈاکٹر محمد افضل صاحب عدن میں ڈاکٹری کی دکان کھولنے لگے ہیں دکان کے کامیاب اور بابرکت ہونے کے لئے اور عزیز کے والد ڈاکٹر محمد احمد صاحب عدن کی صحت اور کاروبار کے بابرکت ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار حاجی محمد دین تہالوی درویش قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح پڑھنے سے حضورؐ کی سیرۃ کا ایک خاص پہلو جو انسان کو متاثر کرتا ہے وہ حضورؐ کی سادگی ہے۔ لباس میں سادگی۔ غذا میں سادگی۔ مجالس اور رہن سہن میں سادگی۔ شادی بیاہ میں سادگی۔ رہائش میں سادگی۔ غرضیکہ تکلف سے آپؐ کوسوں دور تھے۔ سادگی آپؐ کی فطرت میں۔ آپ کی طبیعت میں۔ آپؐ کے اخلاق میں اور آپؐ کے شمائل کے ہر شعبہ میں نمایاں تھی۔

حضورؐ کا لباس بالکل سادہ ہوتا تھا۔ باوجود وسعت اور فراخی کے اس سادگی میں کبھی فرق نہ آیا۔ ہمیشہ ہر قسم کے تکلفات سے خالی اور سادہ کپڑے زیب تن فرماتے اور اسی امر کی تلقین مومنوں کو فرماتے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک ریشمی چوغہ جو آپؐ کو ملا اور آپؐ نے حضرت عمرؓ کو دے دیا۔ تو حضرت عمرؓ کے اسے پہننے پر آپؐ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ آپ کو چوغہ دینے سے یہ مراد نہ تھی کہ آپ خود اسے پہنیں۔ حضورؐ نے مردوں کے لئے ریشمی لباس کا پہننا ممنوع قرار دیا تاکہ مردوں میں نسوانیت پیدا نہ ہو۔

حضورؐ کی مجالس سادگی کا بہترین نمونہ ہوتی تھیں۔ چنانچہ بعض اوقات نووارد یہ شناخت کرنے سے قاصر رہتا تھا کہ مجلس میں حضرت سرورِ کونین صلعم کون سے ہیں۔ ایک دفعہ کسی اجنبی نے حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرت صلعم سمجھا تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک نہایت لطیف طریق اختیار کر کے نووارد کی غلط فہمی دور کر کے حضورؐ کی طرف رہنمائی کر دی۔

حضورؐ کی غذا بہت سادہ تھی۔ جب آپ کے سامنے کھانا آتا تو آپؐ اس کی قدر کرتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اسے کھاتے۔ کھانا اچھا پکا ہوا نہ ہو تو بھی اس کی بد تعریفی نہ کرتے۔ اور اس کے نقائص نہ نکالتے۔

آپؐ زمین پر ہی چمڑے کے ٹکڑے یا بالوں کی چٹائی پر سوتے تھے۔ اور وہ بھی اتنی چھوٹی ہوتی تھی کہ جب حضورؐ رات کو عبادت کے لئے بیدار ہوتے تو آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضؓ پاؤں پھیلا لیتیں اور جب حضورؐ سجدہ میں جاتے تو حضرت عائشہؓ پاؤں سکیڑ لیتیں۔ آپؐ کی بیویوں کے مکان ایک ایک کمرے اور چھوٹے سے صحن پر مشتمل تھے۔ اگر کوئی ملاقاتی آتا۔ تو کپڑے سے ایک حصہ میں پردہ کر کے حضورؐ ملاقاتیوں سے ملاقات فرماتے۔

حضورؐ نے خود متعدد شادیاں کیں۔ کسی میں بھی تکلف سے کام نہیں لیا۔ بلکہ ہر ایک میں سادگی کا طریق ہی اختیار کئے رکھا۔ اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی کا یہ جہیز ان نمونے کے لئے، ایک چمڑا اور ایک آدھ ایسی ہی کوئی اور چیز دی گویا نہ ہونے کے برابر دیا۔ جب فتوحات کے اموال اور غلام اور لونڈیاں آنے شروع ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے اپنی تکالیف کا ذکر کیا کہ کس طرح گھر کا کام کاج کرنا پڑتا ہے اور نہایت اصرار و الحاح سے لونڈی کے لئے عرض کی لیکن حضورؐ نے دینے سے انکار کیا اور سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور اللہ اکبر کا ذکر کرنے کی تلقین فرمائی۔

حضورؐ گھر کے کام کاج میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اور کسی کام کو عار نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس میں خوشی محسوس کرتے تھے چنانچہ غزوہ خندق میں خندق کھودنے اور مسجد نبوی کے موقعہ پر اینٹیں اٹھا اٹھا کر لانے میں حضورؐ نے صحابہ کرام کے ساتھ شرکت کی۔ تیر اندازی کی مشق میں ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ساتھ شریک ہو جاتے۔ ان کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ ان کا جھوٹا کھانا پانی استعمال کرنے سے کراہت نہ فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب حضرت ابوہریرہؓ کئی روز سے فاقہ سے تھے۔ حضورؐ نے اس امر کو پہچانا اور فرمایا کہ ہمارے ہاں دودھ کا پیالہ ہدیہ کے طور پر آیا ہے مسجد میں رہنے والے غرباء کو بھی بلا لیں۔ چنانچہ ان سب کو دودھ پلایا۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ کو اور پھر سب کا پسماندہ حضورؐ نے پیا۔ یہ امر حضورؐ کی انتہائی سادگی۔ رفقاء سے انتہائی محبت اور ان کی نہایت دلداری کی روح پر دلالت کرتا ہے۔ ایسی دلداری اور شفقت پر یہ واقعہ بھی دال ہے کہ لونڈی کو آیا ہوا صدقہ کا گوشت کھانے کے لئے لے لیا کہ اس کے لئے صدقہ ہے نہ کہ ہمارے لئے ہمارے لئے تو تحفہ ہے۔

جب اموال آنے شروع ہوئے اور حضورؐ کی ازواج مطہرات نے بھی چاہا کہ اموال سے حصہ حاصل کریں تا فاقہ زدگی کی حالت دور ہو۔ لیکن جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی اجازت نہیں دی۔ اور نہ ہی حضورؐ پسند فرماتے تھے چنانچہ وفات تک یہی حال رہا کہ حضورؐ نے کبھی تین دن متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور ہفتوں گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ بلکہ صرف کھجور اور پانی پر گذارہ کیا جاتا۔ اسی حال پر حضورؐ کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت بھی گھر میں صرف کھجوریں ہی موجود تھیں۔

ایک طرف حضورؐ کا یہ استغناء تھا کہ مال آتے ہی غرباء و مستحقین میں تقسیم فرما دیتے۔ چنانچہ ایک دفعہ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ لیکن بغیر نماز کے جلد واپس تشریف لے گئے۔ اور پھر واپس آکر بتایا کہ مجھے یاد آیا کہ گھر میں کچھ سونا پڑا ہے جو ابھی تک تقسیم نہیں ہوا۔ میں نے پسند نہیں کیا کہ وہ گھر پر پڑا رہے۔ اس لئے اسے مستحقین میں تقسیم کر کے آیا ہوں۔ دوسری طرف گھر میں یہ حال تھا کہ حضورؐ کی اپنی زرہ وفات کے وقت ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔ گویا کہ اپنی فروخت زرہ رہن رکھ کر حضورؐ نے پوری فرمائی تھی۔

حضورؐ کی انکساری۔ نرم خوئی۔ سادگی اور مساوات ہی کا اثر تھا کہ جس نے قیصر و کسریٰ کی مستحکم اور متمدن حکومتوں کا چند سالوں کے اندر استیصال کر کے رکھ دیا۔ کیونکہ ان کے حکمران ان اخلاقِ عالیہ سے یکسر خالی تھے۔

یہی سادگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی تھی۔ اور اس کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو تحریک جدید کے ضمن میں سادگی کی تعلیم دی اور بتایا کہ اشاعت و خدمتِ اسلام کے لئے جب تک اپنے اخراجات میں کمی کر کے روپیہ پس انداز نہ کیا جائے جماعت روپیہ مہیا نہیں کر سکتی۔ آپ کے ارشادات کے مطابق شادی بیاہ پر اسراف رک گیا۔ جماعت احمدیہ میں شادی بیاہ بہت سادگی سے کیا جاتا ہے۔ جبکہ ہند و پاک کی دیگر اقوام ایسے مواقع کی رسومات کے اسراف سے نالاں ہیں۔ جماعت سینما تھیٹر۔ تماشوں کے دیکھنے سے مجتنب ہے۔ اس کفایت شعاری کے نتیجہ میں بائیس تئیس سال سے جماعت لاکھوں روپیہ سالانہ چندہ میں ادا کرتی ہے۔ اور بیرونی ممالک میں بیسیوں مشن کھولے گئے ہیں۔ اور کئی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ مزید زیرِ تالیف ہیں۔ اور بیسیوں مبلغ تیار ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اسی روپیہ کی برکت سے ہے۔

مسٹر وِرج صاحب انڈر سیکرٹری ہوم گورنمنٹ پنجاب شادی بیاہ کے متعلق سادگی اور اس کے باعث درویشوں کے نادار ہونے کے باوجود تقسیم ملک کے بعد بیسیوں کی شادیاں ہونے پر بہت عجب ہوئے۔ اور اس امر کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہوئے اپنے ایک ماتحت کارکن کو تلقین کی۔ کہ تم بھی اسی سادگی سے شادی کرو۔

میں اس موقعہ پر احبابِ کرام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ قرونِ اولیٰ میں جب تک خلفاء کرام کے زمانہ میں اسلامی سادگی رہی اسلام دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا رہا۔ اور جب خلافتِ راشدہ کے بعد وہ سادگی نہ رہی اور تکلفات نے اس کی جگہ لے لی۔ تو اخلاقِ عالیہ میں انحطاط شروع ہو جانے کے باعث اضمحلال شروع ہو گیا۔ اور اس کے نتیجہ میں اُمّتِ مسلمہ کا آج جو حال ہے کسی سے مخفی نہیں۔ تحریک جدید والی سادگی کے ذریعہ اسلام پھر اکنافِ عالم میں نہایت تیزی سے سربلند ہو رہا ہے سادگی وغیرہ نیک شمائل پر ہمیں بہت مضبوطی سے چنگل مارنے کی ضرورت ہے۔ تا اسلام و احمدیت ہمیشہ سر بلند رہیں۔ دنیا و آخرت میں ہمیں بھی برکات حاصل ہوں۔ اللّٰھم آمین۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ٭

ہندوستان میں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بتاریخ ۱۵ ؍ ستمبر ۱۹۵۷ء

تمام ہندوستانی احمدیہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے یہاں بتاریخ ۱۵ ؍ ستمبر بروز اتوار جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انعقاد کا اہتمام کریں۔
مناسب ہے کہ مقامی غیر مسلم ذی اثر دوستوں کو تقریر کرنے اور جلسہ میں شمولیت کی خصوصی دعوت دی جائے۔ اور بعد انعقاد جلسہ اس کی مفصل رپورٹ مرکز میں بھجوائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

یاددہانی

قادیان کا جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ احباب اس میں شمولیت کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اس موقعہ پر بعض دوست اپنے غریب اور مستحق بھائیوں کی پارچات کے ساتھ امداد فرمایا کرتے ہیں۔ ایسے مخیر اور ذی ثروت دوستوں کی یاددہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ اس سال بھی اپنے ان بھائیوں کا خیال رکھیں۔ چونکہ جلسہ سالانہ کے چند روز بعد موسم سرما شروع ہو جاتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ قابل امداد بھائیوں کے لئے گرم پارچات ہمراہ لائیں اس طرح ایک تو مستحق افراد کی بروقت امداد ہو جائیگی دوسرے انہیں بھی ڈاک کے زائد خرچ سے دو چار نہ ہونا پڑے گا۔ امید ہے کہ اس نیک کام کو نہ بھولیں گے (عبد الرحمٰن امیر جماعت قادیان)

پیغمبر امن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری کی عظیم الشان تعلیم

لا شک ان محمداً خیر الوریٰ
ریق الکرام و نخبۃ الاعیان و سید موعود

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نزیل دہلی

غزل الغزلات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان مبارک سے حسب ذیل پیشگوئی بیان فرمائی ہے :۔

"میرا محبوب سُرخ و سفید ہے۔
دس ہزار آدمیوں کے درمیان
وہ جھنڈے کی طرح کھڑا ہوتا ہے
وہ خوبی میں رشک سرو ہے۔ اس
کا مونہہ شیرینی ہے۔ ہاں وہ سراپا
محمد ہے۔ اے یروشلم کے بیٹیو یہ
میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان آیات میں ایک عظیم الشان انسان کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے ساتھ دس ہزار قدسیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو کسی اہم موقع پر اس کے ساتھ ہونگے۔ اور بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے آگاہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے جس کا حلیہ میں نے بتایا ہے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے پیشگوئی کے آخر میں اپنے محبوب کے ذی قدر اور عظیم الشان ہونے کی وجہ سے اس کا نام بصیغہ جمع محمدیم بیان کیا ہے۔ اور اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بڑی صفت یہ بیان کی ہے کہ اس کا منہ شیرینی ہے۔

بالکل اسی قسم کی پیشگوئی ہمیں اتھروید میں مندرجہ ذیل الفاظ میں ملتی ہے

اِدَم جنا اُپ شرت نرا شنسم وشتو
شیے ششٹم سہرانو تم چہ کورم آدَ شیمشو
وَدْ ہے

یہ اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ کا پہلا منتر ہے۔

پنڈت راجہ رام نے اس منتر کا یہ ترجمہ کیا ہے :۔

"یہ سنو اے لوگو ایک قابل تعریف
تعریف کیا جائیگا اسے کورم ہم
نے دشمنوں بیچ میں ساٹھ ہزار
نوے لئے ہیں"۔

اور پنڈت کھیم کرن الہ آبادی اس منتر کا ترجمہ یوں کرتے ہیں :۔

"اے لوگو یہ احترام سے سنو
لوگوں میں تعریف والا انسان
تعریف کیا جائے گا۔ اے
زمین پر خوشی خرمی کرانے والے
بادشاہ ساٹھ ہزار اور نوّے دشمنوں
کو اُکھاڑ پھینکنے والے بہادروں
میں ہم پاتے ہیں"۔

اس منتر کا لفظی ترجمہ یہ بنتا ہے۔

اے لوگو یہ (بات) احترام سے سنو ایک قابل تعریف (یعنی محمدؐ جس کے معنی ہی قابل تعریف کے ہیں) تعریف کیا جائے گا اس امن پھیلانے والے کو ساٹھ ہزار اور نوّے دشمنوں میں ہم حفاظت میں لیتے ہیں اور بچاتے ہیں۔

منتر کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے جو کسی قابل تعریف انسان کے متعلق ہے۔ منتر میں استو ششیئے تعریف کیا جائے گا۔ بصیغہ مستقبل استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی یہ امر آئندہ ہوگا کہ اس شخص کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے گی۔

یہ پیشگوئی کس شخص کے بارہ میں ہے ایک قابل تعریف انسان کے بارہ میں ہے مذہبی دنیا میں نگاہ دوڑانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے عالم میں سب سے زیادہ جس انسان کی تعریف کی گئی۔ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو اپنے نام اور زریں کام کے لحاظ سے محمدؐ ہی اور آپ ہی ہیں۔ جن کی تعریف میں ایک صوفی بزرگ نے کہا ہے۔

محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

حضرت سلیمان ؑ نے اپنی پیشگوئی میں دس ہزار کے الفاظ سے ان قدوسیوں کی تعداد کی طرف اشارہ کیا ہے جو فتح مکہ کے اہم موقع پر آپ کے ساتھ تھے اور وید منتر میں ساٹھ ہزار نوّے کے الفاظ سے مکہ کی بستی کی آبادی کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ اور یہ بتایا ہے کہ مکہ کے یہ ہزاروں ساکنین اس عظیم الشان قابل تعریف انسان (محمدؐ) کے دشمن ہو جائیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے آپ کے شاہزادہ امن ہونے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

اس کا منہ شیرینی ہے ہاں وہ سراپا محمدؐ ہے،

اور وید منتر نے آپ کے پیغمبر امن ہونے کا ذکر ان الفاظ سے کیا۔

کورم ارشمیشو ودھ ہے

یعنی وہ زمین پر امن پھیلانے والا ہوگا اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود ہم اس کی [illegible] کریں گے۔

اس میں کس کو شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا اور والی صرف عرب ہی کیلئے نہیں بلکہ تمام دنیا کیلئے باعث صد رحمت و برکت بنکر تشریف لائے۔ اور آپ کے احسانات تمام قوموں ملکوں اور نسلوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں گو دنیا اس شہزادہ امن اور محسن اعظم کے احسانات کی قدر نہ کرے لیکن چشم بینا کبھی بھی اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کہ آپکی آمد خدا کا کامل ظہور اور دنیا اور اسکے رہنے والوں کے لئے احسان عظیم تھا اور واقعی ہر لحاظ سے آپؐ کا وجود محمدؐ تھا۔

آج دنیا اتحاد کے نعرے بلند کر رہی ہے اور پیشوایان مذاہب اور مصلحین امم کی عزت و احترام کرنے کے خیال کو بنظرِ تحسین دیکھتی ہے۔ لیکن کیا اہلِ دنیا کو معلوم بھی ہے کہ آج سے پونے چودہ سو سال قبل صحرائے عرب کو رنگ و بو دینے والے مقدس رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو یہ رواداری کی تعلیم اور یہ امن کا پیغام ان شاندار الفاظ میں دیا۔

ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر

یعنی دنیا میں کوئی قوم نہیں گذری جس میں ان کے انجام سے آگاہ کرنے والا پیغمبر نہ آیا ہو۔ جاؤ اوراق پارینہ کے دفتر چھان مارو اسفار قدیمہ کے ورق ورق کو الٹ دو یہ رواداری اور عالمگیر اتحاد کی زبردست تعلیم کہیں نہیں پاؤ گے۔ اور یہ کلام شیریں ہاں ہاں یہ لذیذ جانفزا کسی اور لب سے نہ سنو گے۔

کس قدر عظیم الشان رواداری کی تعلیم اور دنیا میں امن کو برقرار رکھنے کا طریقہ ہے۔ اگر آج ہم سے کوئی غیر مسلم یہ سوال کرے کہ تمہارا رامچندر جی کے متعلق کیا خیال ہے۔ تم شری کرشنا کو کیا سمجھتے ہو۔ تو ہم پیغمبر امن صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کی روشنی میں یہ جواب دینگے کہ ہم انہیں خدا کا برگزیدہ۔ ہندوستان کا ہادی اور رہنما سمجھتے ہیں۔ اس تعلیم کو سن کر یقیناً وہ غیر مسلم ہمارے قریب ہوگا اور سمجھے گا کہ ان میں اور مجھ میں کوئی دوئی نہیں کیونکہ یہ میرے بزرگ اسی طرح عزت کرتے ہیں جس طرح میں خود ان کی عزت کرتا ہوں۔ اگر آج ہمیں کوئی یہ اطلاع دے کہ افریقہ کے فلاں مقام پر یا امریکہ کی فلاں جگہ پر کوئی پارسا۔ نیک اور خدا کا برگزیدہ گذرا ہے تو ہم اس کی بات پر آمنا و صدقنا کہیں گے۔ اور کہیں گے تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ کیونکہ ہمارے ہادی و رہنما حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پہلے سے یہ بتا چکے ہیں کہ ہر قوم میں خدا کے ہادی اور رہنما گذرے ہیں۔ صرف عرب اور فلسطین کی سرزمین یا جاپان اور چین کی سرزمین ہی ان برگزیدہ لوگوں کے لئے مخصوص نہ تھی۔ بلکہ دنیا کے ہر ملک میں اور ہر گوشے میں جہاں انسان بستے تھے خدا تعالیٰ کے نمائندے بھی تشریف لائے ہیں۔

اس عظیم الشان تعلیم کے ذریعہ جہاں آپ نے شاندار امن اور رواداری کی ٹھوس [illegible] کو قائم کیا وہاں غیر متعصب دنیا نے آپکی اس تعلیم کی وجہ سے آپ کی قدر کی اور آپ کی تعریف کی چنانچہ ہندوستان میں غیر مسلموں میں بھگت سائیں داس صاحب آپ کے اس عظیم الشان کام کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"حضرت محمد صاحب نے ایک بہت بڑا احسان جو تمام مذاہب کے پیروؤں پر کیا وہ یہ ہے کہ آپ نے آکر اپنے سے پہلے آنے والے مہاپرشوں کی تصدیق کر کے امن کا دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ نے خصوصاً مسلمانوں کو یہ سکھشا دی کہ ہر ملک اور ہر قوم میں ریفارمر ہوتے آئے ہیں۔ اگر یہی طریق سب لوگ اختیار کریں تو آج دنیا کے جھگڑے اور فسادات مٹ سکتے ہیں"۔

(بحوالہ الفضل ۱۳ر مئی ۱۹۳۹ء)

اور لالہ بھگت رام صاحب حضور کے اس احسان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"ایک بہت بڑا احسان آپ کا یہ ہے کہ تواریخ دنیا کے اندر سب سے پہلے آپ نے دیگر اقوام اور ممالک کے راہنماؤں اور رشی منیوں کی صداقت کو بھی تسلیم کیا اور یہ فرمایا کہ دنیا میں کوئی قوم یا ملک ایسا نہیں کہ جس کی طرف پروردگار نے عوام الناس کی بہتری کے لئے کوئی بزرگ رہنما نہ بھیجا ہو اس لئے دنیا کے تمام بزرگوار نیک روحیں ہم سب کے لئے یکساں قابل تعظیم ہیں۔ اس طرح آپ نے نہ صرف مذہبی رواداری قائم کی بلکہ عالمگیر اخوت اور یگانگت کی بنیاد کو ایک ٹھوس چٹان پر قائم کیا"۔

(ہادیٔ اعظم صفحہ ۲۱)

ثریہ طبقہ نے دنیا کے اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جہاں ایکدوسرے کے بزرگوں پر گند اچھالا وہاں بعض لوگوں نے ایک دوسرا حربہ بھی استعمال کیا اور وہ یہ کہ فلاں مذہب کا بانی تو بہت اچھا تھا لیکن اسکے اصول اچھے نہیں تھے اسکی تعلیم اچھی نہیں تھی اور اس کے اصولوں میں اور اسکی تعلیم میں فلاں فلاں زیادتی تھی پیغمبر امن حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حربے سے پیدا ہونے والی نااتفاقی اور اشتعال کو بھی مندرجہ ذیل زریں الفاظ کے ذریعہ رد کیا ہے آپ نے فرمایا :۔

لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم کذالک زینا لکل امۃ عملھم ثم الیٰ ربھم مرجعھم فینبئھم بما کانوا یعملون۔

فرمایا وہ چیزیں جسے دوسرے مذاہب والے عزت اور تقدیس کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مثلاً بت وغیرہ ان کو بھی برا نہ کہو گو تمہارے نزدیک وہ چیزیں مقدس نہ ہوں مگر پھر بھی تمہارا حق نہیں کہ انہیں سخت الفاظ سے یاد کرو۔ کیونکہ سخت الفاظ سے لوگوں کے دل دکھیں گے۔ [illegible] (باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی درد بھری دعائیں

از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک جامع زندگی ہے اور آپ کی سیرت کا ہر پہلو کامل اور واضح ہے آپ نے انسانی تمدن کی ہر شاخ کو عروج تک پہونچایا ہے۔ اور انسانی قلوب کے لئے زندہ خدا کی زندہ صفات بالکل نمایاں کردی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک عملی پہلو یہ ہے کہ آپ ہر وقت اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے اور ہر موقعہ پر اسی کے فضل و رحم کے طالب ہوتے تھے۔ عسر ہو یسر ہو، سفر ہو حضر ہو، رات ہو یا دن ہو، ہر حالت میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر اللہ تعالےٰ کا ذکر جاری ہے۔ ہر گھڑی آپ کا قلب مطہر اپنے محبوب خالق کی یاد میں محو رہتا ہے اور ہر وقت اسی کا نام اور اسی سے دعا آپ کے منہ سے نکلتی تھی۔ اسی پاک اور مطہر زندگی کو دیکھ کر مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ عشق محمد ربہ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے عاشق ہیں۔ اور جب ان لوگوں نے آپ کے دعوےٰ کی وجہ سے آپ کی مخالفت کی۔ اور توحید کے عقیدہ سے بغض و نفار کی وجہ سے آپ سے برسرپیکار ہوئے تو آنحضرت کے ہر گھڑی خدا کے ذکر کرنے کو دیوانگی کہنے لگے اور آپ کو مجنون قرار دینے لگے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کا کوئی دشمن مؤرخ بھی انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر بے انتہا مضبوط یقین تھا اور آپ اس کی تائید و نصرت پر کامل بھروسہ رکھتے تھے۔ اور ہر گھڑی اس کے فضل کے طالب ہوتے تھے۔ یہ یقین، یہ توکل، اور یہ مسلسل دعاؤں میں انہماک اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ آپ کے دل کی گہرائیوں میں اللہ تعالےٰ کی بے پایاں محبت موجود تھی۔ اور آپ یہی چاہتے تھے کہ ساری دنیا کے لوگ توحید پرست بن جائیں۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر یقین کریں اور اس کی محبت سے سرشار ہو جائیں۔ اسی کے لئے جئیں اور اسی کے لئے مریں۔ آپ کی زندگی کے اس نصب العین کا ہی ذکر قرآن مجید کی [illegible]

[illegible]

ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

کہ تو اعلان کردے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔

حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے والا انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ آپ نے کس کس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت کے ترانے گائے ہیں اور کس طرح اس کے عشق اور اس کی الفت میں آپ کا دل گداز تھا۔ اور کس طرح اپنے پاس بیٹھنے والوں کو اللہ تعالےٰ کی قدرتوں اور اس کی تصرفوں پر یقین دلاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کا بے انتہا محبت بھرا سلوک آپ کے صحابہؓ کے ازدیاد ایمان کا بے مثال ذریعہ تھا۔ نادان کہتے ہیں کہ صحابہ کو تلوار کے ذریعہ سے اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ حالانکہ ایک ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جس قسم کا ایمان، جس قسم کا خلوص اور جس قسم کی قربانی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی ہے وہ کبھی ایسے لوگوں سے صادر نہیں ہو سکتی جو جبر و اکراہ سے ایک بات کے ماننے پر مجبور کئے گئے ہوں۔ دلوں کا بدلنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اسی نے وحشی عربوں کی کایا پلٹ دی تھی اور انہیں روحانی انسان بنا دیا تھا۔ درحقیقت عرب کی سرزمین میں جو ماجرا گزرا وہ کسی تلوار یا نیزہ کا کام نہ تھا۔ اور نہ کبھی فولادی ہتھیاروں سے ایسا انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا انقلاب تو کسی فانی فی اللہ کی درد بھری دعاؤں سے ہی ہو سکتا ہے۔ عربوں کی روحانی زندگی والے انقلاب کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے خوب لکھا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں

اللّٰھم صل وسلم علیہ وآلہ بعدد ھمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد"۔

(برکات الدعا صفحہ ۱۰-۱۱)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح و شام اور رات دن اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا اور اس سے دعائیں کیں۔ صحابہ بھی اسی رنگ میں رنگین ہوئے اور پھر کیا تھا ایک نئی زمین اور نیا آسمان بن گیا۔ لوگ اس نتیجہ کو دیکھتے ہیں۔ بلاشبہ نتیجہ بھی نہایت شاندار ہے۔ مگر اس نتیجہ کو پیدا کرنے والی جو بے مثال سیرت اور سوز و گداز سے بھری ہوئی دعائیں ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر لاجواب دلیل ہیں۔ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرے گا وہ یقیناً یہ تاثر لے گا کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالےٰ کی محبانہ یاد میں گذرا ہے۔ اور آپ ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی ہی مدد چاہتے تھے۔ احادیث کی کتابوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں مروی ہیں۔ ان کو پڑھ کر ایک عجیب لذت حاصل ہوتی ہے اور انسانی روح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت روحانیہ کے تصور سے وجد میں آجاتی ہے۔ ان تمام دعاؤں کا ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں صرف ایک دعا گھر سے نکلتے وقت کی بطور مثال آپ کے سامنے ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

ماخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیتہ قط الا رفع طرفہ الی السماء فقال اللّٰھم انی اعوذبک ان اضل او اُضل او اظلم او اُظلم او اجھل او یُجھل علیّ۔

کہ آنحضرت جب بھی گھر سے نکلتے تھے تو آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کرتے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں۔ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے میں کسی پر زیادتی کروں یا مجھ پر کوئی زیادتی کرے۔

یہ ہزاروں دعاؤں میں سے ایک دعا ہے اس سے ظاہر ہے کہ آپ کا اندرونہ کتنا پاکیزہ اور مطہر تھا اور آپ کس قدر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین اور وثوق رکھتے تھے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور پختہ یقین ہی انسان کی سیرت کو بناتا ہے۔ اور اسی لئے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جامع سیرت کے مالک تھے۔

اللّٰھم صل علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

پیغمبر امن حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ ۱۱)

کس قدر اعلیٰ اور بیش بہا تعلیم ہے کہ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کو سچا اور خدائی نمائندہ تسلیم کرو اور اس مذہب میں جو ایسی چیزیں داخل ہو گئی ہیں جو تمہارے نزدیک درست نہیں۔ ان کے لئے زبانِ طعن دراز نہ کرو اور دوسری جگہ فرمایا احسن طریق سے ان کو سمجھاؤ اگر ان کی سمجھ میں آجائے تو بہتر ورنہ برے الفاظ سے کسی مذہب کو یاد نہ کرو۔

اسلام اور تاریخ اسلام سے بے بہرہ لوگ غیر مسلموں میں جذبات نفرت پیدا کرنے کے لئے یہ بہتان باندھا کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذاہب کی عبادتگاہوں اور ان کی مورتیوں کو توڑنے کا ارشاد فرمایا۔ حالانکہ یہ ایک غلط اور جھوٹا پروپیگنڈا ہے جس میں ذرہ بھر بھی سچائی نہیں اور ہم صرف اس وجہ سے کہ ہم حضرت رسول پاک کے عقیدتمندوں میں سے ہیں اس کی تردید نہیں کرتے بلکہ ہر وہ شخص جس نے تعصب کی پٹی اتار کر مذہب اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا مطالعہ کیا ہے وہ اس رائے کے ظاہر کرنے پر مجبور ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام نے کہیں بھی ایسی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ امن۔ اتحاد اور یگانگت کو قائم کرنے والی تعلیم دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راور دلی کے مہاتما گاندھی نے ہندوستان کی آزادی کی خاطر جان دیدی تھی، مذہبی کھلے الفاظ میں فرما چکے ہیں کہ

"میں نے قرآن شریف کو کئی بار پڑھا اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا ہے لیکن میں نے ان میں کہیں بھی یہ بات نہیں دیکھی کہ دوسری مذہبی عبادتگاہوں کی جائے یا مورتیوں وغیرہ کو توڑا جائے"۔ (بحوالہ ملاپ ۱۹ نومبر ۱۹۵۱ء)

پھر فاضل وی۔ پی ان الفاظ میں اسلام اور بانیٔ اسلام کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہیں:- ہلا

دینِ اسلام کا استقلال و حفاظت

مشہور مورخ ایڈورڈ گبن کا اظہارِ حقیقت

از جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے راجیکی ناظر امور عامہ قادیان

حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے کامل اور آخری دین کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ کو ایسی شریعت سے نوازا جو قیامت تک دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے کافی ہے۔ آپ کے ذریعہ سے وہ کلام نازل ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے "الذکر" کے نام سے موسوم کیا اور اس کی حفاظت کا روزِ قیامت تک ذمہ لیا۔ ایک طرف اس کلام الٰہی کی لفظی حفاظت کے انتظامات ایسے رنگ میں فرمائے کہ جس کی نظیر کسی اور الہامی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ اور دوسری طرف اس کی معنوی حفاظت و خدمت کے لئے محدثین، مجددین، اولیاء اور علماء ربانیین کا ایک نہ منقطع ہونے والا سلسلہ امتِ محمدیہ میں قائم فرمایا

آج امت مسلمہ مذہبی دنیا میں فخر اور عزت کے ساتھ یہ دعوےٰ پیش کر سکتی ہے کہ اس کا رسولؐ سب سے زیادہ مقبول اور روحانی راہِ سلوک کو طے کرانے میں سب سے بڑھ کر کامیاب ہے۔ اور مسلمانوں کی الہامی کتاب "قرآن" لفظی اور معنوی اعتبار سے سب سے زیادہ محفوظ اور روحانی اور اخلاقی اقدار کے پیش کرنے میں سب سے بڑھ کر موثر اور کار آمد ہے۔

انسانی معاشرہ کو کامیابی سے ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے جو اصول عرب کے اُمّی نبیؐ نے آج سے پونے چودہ سو سال پیشتر خدائی نور سے اقتباس کر کے دنیا کے سامنے پیش کئے وہ آج بھی اسی طرح کار آمد اور مفید ہیں جس طرح قرونِ وسطیٰ میں تھے۔ زمانہ کے انقلابات اور سوشل نظام کی تبدیلیوں سے ان اصولوں کی افادیت میں کمی نہیں آئی۔ دنیا کے مفکرین نے انسانی معاشرہ کی بہبود و ترقی کے لئے مختلف قوانین وضع کئے اور جب وہ تجربہ کی کسوٹی پر کامیاب ثابت نہ ہو سکے تو ان میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں کی گئیں۔ ان میں سے جو قواعد اسلامی اصولوں کے مطابق تھے وہ مستقل طور پر رائج ہوئے اور ان کے ذریعہ سے اہل دنیا کے لاینحل مسائل کے حل ہونے میں مدد ملی۔ لیکن جو قواعد اسلامی اصولوں سے متغائر اور متخالف تھے وہ آہستہ آہستہ دنیا سے مٹتے گئے۔

انسانی مساوات، نکاح بیوگان، تعدد ازدواج، طلاق، تقسیم ورثہ، حرمت سود، ادائیگی زکوٰۃ وغیرہ بیسیوں امور میں اسلام نو تہذیب یافتہ دنیا کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے رہا ہے۔ بے شبہ بعض مسائل میں ابھی تہذیب نو کے علمبرداروں نے اسلامی رہنمائی کو خوشی سے قبول نہیں کیا لیکن حالات کی مجبوری سے وہ جلد یا بدیر آسمانی ہدایت کو ضرور قبول کریں گے۔ کیونکہ اس کے بغیر ان کے لئے چارہ نہیں۔

بعض علمی حلقوں کی طرف سے گاہے گاہے یہ آواز اٹھتی رہتی ہے کہ اسلامی اصولوں میں لچک نہیں اور ان میں حالات کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہونے کی گنجائش نہیں پائی جاتی۔ اس لئے وہ دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے قابل نہیں۔ لیکن یہ اعتراض محض قلتِ تدبر کی بناء پر ہے۔ اسلام کے اصول انسانی عقل سے وضع نہیں کئے گئے جو محدود اور ناقص ہے بلکہ ان کی بنیاد کلام الٰہی پر ہے اور خدا تعالیٰ کا علم قیامت تک کے حالات پر حاوی ہے پھر قرآن کریم نے ضروری اصولی تعلیم پیش کی ہے فروعات اور تفصیلات کو طے کرنے کے لئے انسانی غور و فکر کو بیکار نہیں چھوڑا۔ حالات کے مطابق علماء امت اپنے اپنے زمانہ کے مسائل کو اس بنیادی تعلیم کی روشنی میں حل کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی اسی طریق پر پیش آمدہ مسائل کا حل ہوتا رہیگا۔ آج تک اسلامی تعلیم مسائل ضروریہ کے حل کرنے سے کبھی قاصر نہیں رہی۔ اور گذشتہ چودہ سو سال کا تجربہ بتاتا ہے کہ جب بھی کوئی اہم مسئلہ دنیا کے سامنے آیا اسلام میں اس کا حل مل گیا پس اسلام کے لئے انقلاباتِ زمانہ کی وجہ سے کوئی لاینحل مشکل نہ کبھی پیدا ہوئی ہے اور نہ ہی آئندہ کوئی ایسا خطرہ درپیش ہے

ذیل میں مشہور مؤرخ ایڈورڈ گبن کا ایک حقیقت افروز بیان درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے اپنی مشہور عالم کتاب The History of the Decline and Fall of the Roman Empire (یعنی تاریخ زوال روما) میں تحریر کیا ہے۔ اس بیان پر خاص طور پر وہ مسلمان غور و فکر کریں جو آجکل اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ نماز بجائے عربی کے اردو یا کسی اور زبان میں پڑھی جائے۔ یہ قرآن کریم اور نماز کے اصل الفاظ کو محفوظ رکھنے کی برکت ہی ہے کہ اسلامی دنیا بہت سی بدعتوں اور اختلافات سے بچی ہوئی ہے۔ اور غیروں کی نگاہ میں اہل اسلام کا یہ اتحاد و اتفاق اور یکجہتی موجب کشش اور حیرت و استعجاب ہے۔

ایڈورڈ گبن صاحب تحریر فرماتے ہیں:—

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مذہب کا استقلال

"یہ مذہب اسلام کی تبلیغ نہیں بلکہ اس کا استقلال ہے جو ہمارے لئے باعثِ حیرت و استعجاب ہے۔ وہی خالص اور کامل اثرات جو آنحضرت صلعم نے مکہ اور مدینہ میں لوگوں پر ڈالے بارہ صدیوں کے انقلابات کے بعد ہندوستانی، افریقی اور ترکستانی نو مسلموں میں اب تک محفوظ چلے آتے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری سینٹ پطرس یا سینٹ پولوس پوپ کے دار الخلافہ ویٹیکن میں واپس آسکیں تو ممکن ہے کہ وہ اس "معبود" کے متعلق دریافت کریں جس کی پراسرار رسومات کے ساتھ اس عظیم الشان گرجا میں پرستش کی جا رہی ہے۔ گو آکسفورڈ یا جنیوا میں ان کو کچھ کم حیرت کا سامنا ہو لیکن ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کیلئے گرجا سے متعلق ہدایت نامہ کو پڑھیں اور راسخ العقیدہ مفسروں کی تفاسیر کو جو انکی اپنی تحریروں اور ان کے آقا کے الفاظ پر لکھی گئی ہیں مطالعہ کریں

اس کے برعکس ایا صوفیہ کی ترکی مسجد کا قبہ جو اپنی وسعت اور شان میں بہت بڑھ چکا ہے اب بھی اس کچی اور خام مسجد کی نمائندگی کرتا ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی۔ مسلمانوں نے اپنے معبود کو انسانی جذبات اور تصورات کی سطح پر لانے کے رجحان کا عالمگیر طور پر مقابلہ کیا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دین اسلام کا سیدھا اور غیر متبدل کلمہ ہے۔ معبود حقیقی کے ذہنی تصور کو اسلام میں ظاہری بت کی شکل پر کبھی گرایا نہیں گیا اور نہ ہی رسول اللہ کے بلند مقام کو کبھی بشریت کے مقام سے اوپر سمجھا گیا ہے۔ اور موجودہ زمانہ کے مسلمانوں نے صحابۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جذبات شکر گذاری کو معقولیت اور مذہبی اصولوں کی حدود کے اندر رکھا ہے ....

گو صفاتِ الٰہی کے متعلق مافوق الطبعی سوالات اور انسانی اختیار اور قدرت کی باتوں نے مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ خیال میں انتشار پیدا نہیں کیا اور نہ ہی عیسائیوں کے۔ لیکن مسلمانوں میں ان خیالات نے عوام کے جذبات کو نہیں ابھارا۔ اور نہ ہی حکومت میں بد نظمی پیدا کی ہے اس فرق کا سبب مذہبی اور سیاسی اداروں کو اکٹھا یا الگ کرنے میں پایا جاتا ہے۔ اسلامی خلفاء نے اس بات میں خاص طور پر دلچسپی لی کہ وہ مذہب میں کوئی بدعت پیدا نہ ہونے دیں۔ گرجا کی مخصوص تنظیم اور پادریوں کی دینی اور دنیوی خواہشات کا مخصوص انداز مسلمانوں میں نہیں پایا جاتا

اسلام میں فقہاء دینی مسائل اور قرآنی الہام کی تشریح اور تفسیر کرتے اور لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ بحر اوقیانوس سے لیکر دریائے گنگا تک قرآن کریم ہی مسلمانوں کا دستورِ حیات ہے۔ نہ صرف دینی امور میں بلکہ دیوانی اور فوجداری ضابطہ میں بھی۔ اور وہ قوانین جو انسانی اعمال اور جائداد کو منضبط کرتے ہیں سب کے سب کلام الٰہی کے غیر متبدل الفاظ پر مبنی کئے گئے ہیں۔"

(زوال روما صفحہ ۷۶۸-۷۶۹)

مضافاتِ ربوہ میں خدام و انصار کا قابلِ تعریف امدادی کام

دریائے چناب کے ریلوے پل کے حفاظتی پشتے کے ۱۰۰ فٹ لمبے شگاف کو آٹھ ہزار مکعب فٹ پتھر بھر کر پُل کو فوری خطرہ سے محفوظ کر دیا گیا

چنیوٹ سرگودھا ٹرک کے شکستہ حصے کے ۴۰ فٹ لغلی سڑک کی تعمیر

خدمتِ خلق اور اتحادِ عمل کا شاندار مظاہرہ

ربوہ ۲۹ اگست - کل صبح سیلاب کے بڑھتے ہوئے زور کی وجہ سے ربوہ کے قریب دریائے چناب پر ریلوے پُل کے حفاظتی پشتے میں ایک سو فٹ لمبا شگاف پڑ گیا اور پُل کو فوری خطرہ لاحق ہو گیا - ریلوے حکام کی درخواست پر ربوہ کے ۲۵۰ خدام اور انصار نے چند گھنٹے کے اندر اندر اس میں ۸ ہزار مکعب فٹ پتھر بھر کر اس فوری خطرہ کو دور کر دیا - شگاف اگرچہ ابھی تک پُر نہیں ہوا ہے لیکن ریلوے حکام کی اطلاع کے مطابق پل فوری خطرہ سے بڑی حد تک محفوظ ہو گیا ہے - علاوہ ازیں نظارت امور عامہ کی زیر نگرانی لوکل انجمن احمدیہ - مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ اور مجلس انصار اللہ کے امدادی دستے پوری طرح حرکت میں آ چکے ہیں اور وہ کل رات سے ہی ارد گرد کے سیلاب زدہ علاقے میں گھرے ہوئے لوگوں کو ہر ممکن امداد بہم پہونچانے میں مصروف ہیں -

فوری خطرہ کی نوعیت

کل دوپہر کے وقت ربوہ کے قریب دریائے چناب میں ریلوے برج پر سیلاب کا زور اپنے انتہائی عروج پر تھا - اور وہاں پانی کی سطح سطح سمندر سے ۲۵ ء ۹۵۷ فٹ تک بلند ہو چکی تھی - ۱۹۵۰ء کے سیلاب کے مقابلہ میں سطح کی یہ بلندی ۹" زیادہ تھی - کیونکہ اس وقت سطح ۵۰ ء ۹۵۶ فٹ سے بلند نہ ہوئی تھی - پتھروں کا حفاظتی پشتہ جس نے دریا کے کنارے پر پل کے پہلے ستون کو سہارا دے رکھا تھا - سیلاب کے زور کی تاب نہ لا کر بہہ گیا اور اس میں قریباً ایک سو فٹ لمبا اور ۴۰ فٹ چوڑا شگاف پڑ جانے کے باعث ستون بالکل ننگا ہو گیا اور اس طرح عین ستون کے گرد اگرد پشتے اور کنارے کے بری طرح کٹ جانے سے پل کو فوری طور پر شدید خطرہ لاحق ہو گیا -

ریلوے حکام کی طرف سے امداد کی اپیل

چاروں طرف سے راستے مسدود ہونے کی وجہ سے ریلوے کے حکام پل پر فوری امداد بہم پہونچانے سے قاصر تھے اس لئے ریلوے انجینئر صاحب لائل پور نے بذریعہ تار جناب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ سے درخواست کی کہ وہ کم از کم ایک صد مزدور فوراً پل پر بھجوانے کا انتظام کریں تا کہ پل کو فوری خطرہ سے محفوظ کیا جا سکے -

امدادی پارٹیوں کی پل کو روانگی

ادھر مکرم صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب ناظر امور عامہ کی زیر نگرانی مقامی خدام الاحمدیہ - لوکل انجمن احمدیہ اور انصار وغیرہ کے امدادی شعبے ہر خدمت بجا لانے کے لئے پہلے ہی حرکت میں آ چکے تھے اور ارد گرد کے علاقہ میں سیلاب زدگان کو بچانے میں مصروف تھے - چنانچہ یہ اطلاع موصول ہوتے ہی صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے جملہ دفاتر بند کر دئے گئے اور یک صد کی بجائے ۲۵۰ افراد جن میں کالج کے پروفیسر - دفاتر کے افسران صیغہ جات عملہ کے دوسرے ارکان اور ربوہ کے نوجوان دو کاندار الغرض ہر شعبہ اور حرفت کے لوگ شامل تھے - شدید دھوپ اور گرمی میں دو میل کی پیدل مسافت طے کر کے پل پر پہونچ گئے - اور انہوں نے وہاں پہونچتے ہی جناب ایم ایس شوکت صاحب آئی او ڈبلیو لائلپور کی زیر ہدایت دریا کے دوسرے کنارے سے بھاری بھاری پتھر لا لا کر شگاف میں ڈالنے شروع کر دئے - شام تک وہ نہایت ہی محنت اور جانفشانی سے کام کر کے قریباً ۸ ہزار مکعب فٹ پتھر شگاف میں بھر چکے تھے - اگرچہ شگاف تو اس وقت تک پُر نہیں ہو سکا تھا لیکن پل کو جو فوری خطرہ لاحق ہو گیا تھا وہ بڑی حد تک دور ہو گیا یہ اڑھائی صد احباب اس قدر جذبہ و جوش سے کام کر رہے تھے کہ یہ دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ ایک ایک شخص بڑے بڑے وزنی پتھر کس طرح اٹھائے لئے جا رہا ہے - خدام کے ساتھ خود مجلس ربوہ کے قائد مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب بھی برابر پتھر ڈھو رہے تھے -

خدام کا جذبہ و جوش

خدام کے کام اور ان کے جذبہ و جوش سے متاثر ہو کر آئی او ڈبلیو صاحب نے ہمارے نامہ نگار سے کہا کہ خود ریلوے کے ۲۰ مزدور بیس روز میں جو کام کرتے وہ ان باہمت نوجوانوں نے چند گھنٹوں میں کر دکھایا ہے دراصل رضاکارانہ خدمت کا جذبہ ان سے یہ سب کچھ کروا رہا ہے - انہوں نے کہا رات سے شگاف لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا تھا اور کسی سمت سے امداد کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی - اگر ربوہ والوں کی طرف سے بروقت امداد نہ ملتی تو اب تک پل کو بہت نقصان پہنچ چکا ہوتا -

مزید خدمت کے لئے پیشکش

شام کو جب خدام و انصار مسلسل پتھر ڈھونے کے باعث تھک کر چور چور ہو چکے تھے آئی او ڈبلیو صاحب نے جناب صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سے درخواست کی کہ بیس ایسے باہمت نوجوان درکار ہیں جو رات کو بھی پل پر موجود رہیں - تاکہ وہ ریلوے کے مزدوروں کے ساتھ مزید پتھر ڈال کر شگاف کو بڑھنے نہ دیں چنانچہ صاحبزادہ صاحب کی تحریک پر فوراً بیس نوجوانوں نے اپنے نام پیش کر دئے اور باقی دوست واپس ربوہ چلے گئے -

امداد بہم پہونچانے کے انتظامات

منگل کے روز سیلاب کی قبل از وقت اطلاع ملتے ہی ربوہ کے تمام امدادی ادارے حرکت میں آ چکے تھے - ربوہ کے نشیبی محلوں اور قریبی دیہات کے لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کے انتظامات کر لئے گئے تھے - چنانچہ رات کے دو بجے تک ربوہ کے نشیبی محلوں اور قرب و جوار کے دیہی علاقوں کے لوگوں کو اپنے سامان محفوظ مقامات پر پہونچانے میں مدد دی گئی - مکرم ناظر صاحب امور عامہ نے امدادی اداروں کا ہنگامی اجلاس بلا کر انہیں ضروری ہدایات دیں - اس روز ربوہ کے تمام دفاتر چوبیس گھنٹے کھلے رکھے گئے تا ضرورت پڑنے پر فوری امداد کا انتظام کیا جا سکے -

میاں عبدالستار صاحب ایم اے تحصیلدار چنیوٹ کے مطالبہ پر نظارت امور عامہ نے کشتیاں بھجوائیں تا چنیوٹ میں گھرے ہوئے لوگوں کو نکالا جا سکے - اسی طرح انچارج صاحب تھانہ لالیاں کو ایک کار معہ ڈرائیور علاقہ کا دورہ کرنے کیلئے مہیا کی گئی

مسافروں کیلئے رہائش و خورد و نوش کا انتظام

ریلوں اور بسوں کے ذریعہ سفر کرنے والے وہ مسافر جو راستے منقطع ہو جانے کے باعث ربوہ میں رک گئے تھے اور وہ تمام دیہاتی جنہوں نے ربوہ میں آ کر پناہ لی ان کو مہمانخانہ میں ٹھہرا کر وسیع پیمانے پر کھانا تیار کروا کر پیش کیا گیا - چنانچہ دو روز میں قریباً سات سو لوگوں نے کھانا کھایا - بعض مسافروں کی مالی امداد کی گئی اور بعض مسافروں کے گھر والوں کو ٹرنک کال کے ذریعہ ان کی خیریت کی خبر پہونچائی گئی -

ارد گرد کے دیہات میں امدادی کام

ربوہ کے مضافات میں بعض ڈیروں کے لوگ سخت خطرہ کی حالت میں تھے چنانچہ فوراً وہاں کشتیاں بھجوا کر لوگوں کو نکالا گیا - ربوہ سے چار میل پر ایک گاؤں خطرہ میں تھا - وہاں کشتیاں بھجوائی گئیں لیکن پانی کا زور ہونے کی وجہ سے وہاں پہونچنے میں کامیابی نہ ہوئی

ربوہ کے نشیبی علاقوں محلہ دارالیمن اور دارالصدر اور دارالرحمت غربی میں جو پانی چڑھ گیا تھا اب اتر رہا ہے - بعض مکانوں کی دیواریں اور کچھ رہائشی حصے گر گئے ہیں لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا -

دوسرے روز کی امدادی سرگرمیاں

دریائے چناب کے ریلوے پل پر خدام کی فوری اور پر جوش امداد کی وجہ سے پل کو جو خطرہ لاحق تھا وہ دور ہو چکا ہے - آج سارا دن امدادی دستے مصیبت زدگانِ سیلاب کو ہر ممکن امداد بہم پہنچاتے رہے - ربوہ اور لالیاں کی سڑک پر تین تین فٹ پانی میں ڈوبے ہوئے دو میل لمبے ٹکڑے میں سے ایک ہزار سے زاید مسافروں اور ان کے سامانوں کو بسہولت گذارا گیا - بھیڑوں اور بکریوں کے متعدد ریوڑوں کو ایک سے دوسرے سرے پر پہونچایا گیا -

ربوہ سے دو میل پر احمد نگر گو اونچی جگہ پر ہے لیکن اسے سیلاب سے شدید نقصان پہونچا ہے - اور ربوہ اور احمد نگر کا درمیانی علاقہ زیر آب ہے -

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

توحیدِ اکمل کا عَلَمبردار پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

بعثتِ نبوی کے وقت دنیا کی ابتر حالت

مصلحِ اعظم حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مذہبی اعتبار سے دنیا کی جو حالت تھی اس کا آج صحیح طور پر قیاس کرنا سخت دشوار ہے۔ ساری دنیا کے ممالک میں شاید چند افراد ایسے ہوں گے جو ایک خدا کے نام لیوا تھے۔ اس وقت تمام ممالک میں بت پرستی کا زور تھا۔ وہ مذاہب جو دنیا میں توحید کے قیام کے لئے آئے تھے ایسے جواب دے کر شرک کا گہوارہ بن چکے تھے۔ قریب العہد مذاہب یہودیت اور نصرانیت تھے۔ یہود باوجود توحید کی تعلیم اپنے پاس رکھنے کے عزیر کو خدا کا بیٹا مانتے تھے عیسائیوں کا حال ان سے بھی بدتر تھا۔ وہ تین خداؤں کا نعرہ بلند کر رہے تھے۔ ان دونوں مذاہب کے مدعی کمزور انسانوں کو خدا کی جگہ دے رہے تھے اور اس کی سلطنت میں انہیں حصہ دار بنا رہے تھے۔

اسی طرح آپ کی بعثت کے وقت سارا عرب بت پرستی میں ملوث تھا۔ مکہ بت پرستی کا گڑھ تھا۔ بیت اللہ جسے خدا کے برگزیدہ نبیوں نے خدا کی توحید کا مرکز بنانے کے لئے تعمیر کیا تھا شرک کا اڈا بنا ہوا تھا۔ اور اس میں دو چار نہیں پورے تین سو ساٹھ بُت دھرے تھے اور وہ خدا کا معبد بننے کی بجائے صنم کدہ بن کر رہ گیا تھا شرک کا ظلماتی اثر سارے عرب کو زیر کئے ہوئے تھا۔ ہر قبیلہ اور ہر ضرورت کا جُدا بُت تھا۔ بتوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں انتہائی طور پر رچ گئی تھی۔ کوئی گھر بتوں سے خالی نہ تھا مختلف قبائل کے بڑے بڑے بُت مختلف مقامات پر نصب تھے۔ جہاں ان کے سامنے نذرانے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے اور ان سے اپنی جملہ مرادیں مانگی جاتی تھیں یہی حال عرب کے سوا دیگر ممالک کا تھا کہیں ستارہ پرستی زوروں پر تھی۔ اور کہیں آگ کی پوجا سینکڑوں سال سے ہوتی چلی آ رہی تھی۔ کہیں ایک خدا کی بجائے دو خداؤں کی حکومت کا سکہ دلوں پہ بیٹھا ہوا تھا کہیں اقانیم ثلاثہ اور تثلیث کی جہالت موجیں مار رہی تھی۔ ہندوستان کی حالت تو ان سے بھی گئی گذری تھی۔ اس کی اس وقت کی حالت کا تصور کر کے بھی انسان کا دل کانپ جاتا ہے۔ بت پرستی۔ انسان پرستی۔ سورج پرستی۔ ستارہ پرستی۔ دیوتا پرستی۔ حشرات پرستی۔ درخت پرستی اور پھر لنگ پرستی کا ایسا رواج تھا کہ انسانیت پانی پانی ہوئی جاتی تھی۔ جہاں ادوست کو چھوڑ کر ہمہ اوست کے لایعنی عقیدہ پر لوگوں کا ایمان راسخ ہو چکا تھا ویدوں کی موجودگی میں عناصر پرستی جیسا مضحکہ خیز ڈرامہ لوگوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ مخلوقِ خدا کو توحید کا سبق قطعاً یاد نہ تھا۔

آفتابِ رسالت کا طلوع

غرضیکہ ان مختلف قسم کی جاہلانہ پرستیوں نے انسان کے دل و دماغ کو ماؤف کر رکھا تھا کہ پیغمبرِ اعظم رحمۃ للعالمین آفتاب رسالت دنیا پر طلوع ہوا۔ آپ نے پوری قوت کے ساتھ ببانگِ دہل توحید کامل کا نعرہ عرب کی سرزمین سے بلند کیا کہ جس کے سامنے شرک اور بت پرستی کی تاریکیاں کافور ہو گئیں۔ ہر جگہ توحید کا پرچم لہرانے لگا۔ ہر طرف ایک خدا کا چرچا ہونے لگا دنیا اپنے بھولے ہوئے سبق کو دہرانے لگی۔ اور وہ جو صدیوں سے شرک کی جہالتوں میں غرق تھے پہلی دفعہ حقیقی کامل اور پاکیزہ توحید سے آشنا ہوئے توحید کا آفتاب عالمتاب اس شان کے ساتھ دنیا پر چمکا کہ وہ بقعۂ نور بن گئی اور وہ مصنوعی خدا جو جمادات نباتات اور حیوانات کی شکل میں اپنے مخدوم اشرف المخلوقات کے دل پر حکومت کر رہے تھے یکسر ناپید ہو گئے۔ اور ان کی باطل حکومت کا جوا یکدم اس کے کندھوں سے اتار پھینکا۔ شرک کی جگہ توحید کامل دنیا میں قائم ہو گئی۔

بانیٔ اسلام علیہ السلام نے آکر توحید کا ایسا سبق پڑھایا کہ شرک میں ملوث ہمسایہ اقوام کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ موحدین کے سامنے کھڑے نہ رہ سکے۔ آپ نے توحید کی ایسی قوی اور شاندار لہر چلائی۔ کہ اس نے ساری دنیا پر اپنا ایک نہ مٹنے والا گہرا اثر چھوڑا۔

آج آپ کی اس چلائی ہوئی عظیم الشان رو پر چودہ سو سال گزر رہے ہیں۔ مگر اس کا اثر اشد ترین مخالفین بھی محسوس کر رہے ہیں۔ اور آپ کے اس سنہری کارنامہ کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ حتیٰ کہ بعض نے اس سے متاثر ہو کر بت پرستی اور مورتی پوجا کے خلاف توحید کی تبلیغ کو اپنا نصب العین بنا لینا ہی اپنے لئے سعادت مندی خیال کیا ہے۔ آپ کے اس ندیں کارنامہ نے دنیا کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔

بینظیر فلسفۂ توحید

آپ نے نہ صرف یہ کہ توحید کو علمی طور پر کمال تک پہنچایا بلکہ عملی طور پر بھی اسے تام کیا۔ آپ نے جس رنگ میں توحید اور اس کا فلسفہ پیش کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

آپ نے تمام باطل خداؤں کی خدائی اور الوہیت کا مدلل ابطال کیا۔ اور توحید کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا نہ صرف علمی رنگ میں بھی۔ آپ نے توحید کا یہ تصور پیش کیا کہ خدا صرف ایک ہے۔ اس کی ذات۔ صفات۔ افعال اور عبادات میں کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں۔ آپ نے بتایا کہ خدا خدا ہے اور مخلوق مخلوق ہے نہ خدا مخلوق کے برابر ہو سکتا ہے۔ اور نہ مخلوق اس کے برابر ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی قابل پرستش۔

خالص توحید باریتعالیٰ کی تعلیم

خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے دنیا میں یہ اعلان کروایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ پھر فرمایا۔ کہ صرف خدا ہی خدائی صفات و افعال کا مالک ہے اس کے سوا کوئی بڑی سے بڑی ہستی بھی ان صفات و افعال کی مالک نہیں ہو سکتی وہ کامل التصرف ہے۔ وہ قیوم ہے۔ وہ رب ہے۔ سب جہانوں کی پرورش کرتا ہے۔ وہ مالک ہے۔ اس کی رحمت سب پر حاوی ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اس کا علم سب پر حاوی ہے۔ وہ خالق الکل ہے۔ روح و مادہ کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔ وہ مقتدر و حاکم اعلیٰ ہے دوسری ہستیاں ان صفات سے محروم ہیں۔ اگر اس کے سوا بھی کوئی ایسی مقتدر ہستیاں ہوتیں تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ غرضیکہ آپ نے خدا کا ایسا مدلل تصور پیش کیا۔ جس سے اس کی کامل توحید دنیا پر چمکنے لگی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے یہ اعلان کروایا کہ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ۔ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ۔ کہ اے لوگو تم خدا کی مخلوق ہو۔ تم سورج۔ چاند وغیرہ عناصر کو جو اس کی مخلوق ہیں سجدہ نہ کرو۔ بلکہ اس بزرگ و برتر ہستی کو کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔ پھر بتایا کہ انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس لئے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ اور نہ اسے خدائی کا مرتبہ دیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کے اقرار کے ساتھ آپ کی عبودیت کا اقرار بھی لیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے ہر قسم کے شرک اور ہمہ اوست کے عقیدہ پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کا زور ٹوٹ گیا۔

آپ نے کامل موحد بننے کا گر سکھایا

آپ نے ایسی کامل توحید پیش کی۔ کہ جس کا وجود کسی دوسرے مذہب میں پایا نہیں جاتا۔ آپ نے بتایا کہ انسان کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ وہ زبان سے اس امر کا اقرار کرے کہ خدا ایک ہے۔ بلکہ اسے اس امر پر دل سے یقین رکھنا بھی لازمی ہے۔ اور نہ صرف زبان و دل سے اس امر کا اقرار کرے بلکہ اپنے افعال سے بھی اس کا اظہار کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ توحید مکمل نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی خدا کو ماننے والا اس کے بغیر کامل موحد کہلا سکتا ہے۔ گویا جہاں آپ نے دنیا میں کامل توحید کا اعلیٰ تصور پیش فرمایا وہاں کامل موحد بننے کا گر بھی دنیا نے آپ ہی سے سیکھا۔ آپ نے اس امر کو اپنے قول و فعل سے ثابت کیا کہ صرف زبان سے ایک خدا کا اقرار کر لینا کافی نہیں اس کے لئے یہ بھی ضروری اور لازمی ہے۔ کہ وہ توحید اس کے دل و دماغ اور جوارح پر پورے طور پر اپنا اثر ظاہر کرے ورنہ نری زبان کی توحید انسان کے کسی کام نہیں آ سکتی۔ اگر ایک انسان اپنے منہ سے اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ ایک خدا ہے۔ تو چاہیئے کہ اس کا دل بھی اس بارہ میں یقین سے لبریز ہو۔ اور اس کا اثر اس کے جملہ کاموں سے ظاہر ہو۔ اسے کامل خوف صرف خدا سے ہو۔ اس کا کامل بھروسہ صرف خدا پر ہو۔ اس کے دل میں کامل تعظیم صرف خدا کے لئے ہو۔ اس کے دل میں کامل محبت کا خیال صرف خدا کے لئے ہو وہ عملاً صرف خدا کی کامل اطاعت کرے اسے کامل امید صرف خدا سے ہو۔ اور دنیا کی کسی ہستی کے متعلق اس کا وہ نظریہ نہ ہو۔ جو خدا کے متعلق اسلام نے قائم کیا یا قائم کرنا چاہتا ہے پس کامل و اکمل توحید وہ ہے جسے اسلام و قرآن نے آکر پیش کیا ہے۔ اور کامل موحد وہ ہے جس کے اوپر ایسی کامل توحید کا کامل پرتو پڑتا ہے۔

توحید کے عقیدے کا بینظیر اثر

یہی ہے وہ کامل توحید جو آپ نے آکر پیش کی۔ اور جسے عربوں نے اختیار کیا۔ اور اس کے ذریعہ سے انہوں نے دنیا میں ایک بے نظیر انقلاب پیدا کر دیا۔ اسی توحید نے عربوں جیسی گری ہوئی منتشر قوم کا شیرازہ جمع کر کے ان کو متحد کر دیا۔ اور ان ریت کے ذروں میں ایسی بجلی کی قوت پیدا کر دی۔ کہ ان کو عرب کے صحراؤں سے طوفان کی طرح اٹھا کر ارد گرد کے تمام ممالک پر غالب کر دیا۔ جنہیں کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔ انہیں دنیا کا استاد بنا دیا۔ یہی وہ توحید تھی۔ جس نے دنیا کی ہر چیز کو

متاثر کرکے اس کا آسمان و زمین بدل کر نیا آسمان و نئی زمین پیدا کر دی۔ اور چاروں طرف فرعونیت اور باطل خداؤں کی خدائی کا قلع قمع ہؤا۔ ایک خدا کی بادشاہت کا اقرار کرکے دنیا اتحاد امن اور شانتی سے ہمکنار ہوئی۔ مسلمانوں نے اس توحید کے زور سے نصف دنیا کو ایک ایسا نیا رنگ دکھایا۔ کہ آج پنڈت جواہر لال نہرو بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ پنڈت جی اپنی کتاب "جگ بیتی" کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھتے ہیں:۔

"ریگستان کے ان باشندوں نے جن کی دنیا میں کوئی اہمیت نہ تھی معروف دنیا کا نصف حصہ فتح کر لیا"

وہ کونسی چیز تھی جس نے ان کو یہ غیر معمولی فتوحات عطا کیں۔ وہ یہی کامل توحید تھی۔ جو بانیٔ اسلام علیہ السلام کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہوئی تھی۔ اور جس نے عربوں کی زندگیوں میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ جس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔

اسی توحید کامل نے جو عرب کے اس پیغمبر اعظم گرامی انسان نے دنیا کی بہتری کے لئے پیش کی تھی۔ دنیا کی ہر چیز کو متاثر کرکے اس کی کایا پلٹ دی۔ آپ کی لائی ہوئی توحید نے

دنیا کی اقتصادیات کو درست کیا۔
اخلاق کو سنوارا۔
معاشرت کو صحیح لائنوں پر چلایا۔
تمدن کی اصلاح کی مذہب میں غیر معمولی جان ڈال دی۔ اور
علمی دنیا میں نئے باب کا اضافہ کیا۔
سیاسیات کو نئے سانچے میں ڈھالا۔

کہ آج تک دنیا عش عش کر رہی ہے۔ اور اپنی سیاسیات کو اسی کے رنگ میں رنگین کر دینے کے لئے در پردہ بے تاب ہے۔

اس وقت توحید ہی دنیا میں امن لانے کا ذریعہ ہوگی

آج بھی یہی توحید اپنے اندر وہی قوت رکھتی ہے۔ اور آج بھی یہی دنیا کو متحد کرے گی۔ اور دنیا میں اس کے ذریعہ سے حقیقی امن قائم ہوگا۔ جب دائرہ کا ایک مرکز تسلیم کرکے اسے اختیار کیا جائے گا۔ تو جملہ خطوط اس پر جمع ہو کر کرۂ ارض کا اتحاد معرضِ وجود میں آ جائے گا۔

موجودہ زمانہ میں موحدین کی پی گراوٹ

ہمیں افسوس ہے۔ کہ توحید کے موحدین نے اس کامل اور حقیقی توحید سے منہ لیا ہے ... صرف زبان سے توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ یعنی عقائد ن کے حال اس سے پھر چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہیں وہ خیال روح مفقود ہے۔ جو قرونِ اولیٰ کے موحدین میں موجود تھی۔ اور جس نے پچاس سال کے قلیل عرصہ میں ایک دنیا کو تہ و بالا کر ڈالا۔ اور سنے متحدہ پلیٹ فارم پر اسے لاکھڑا کیا تھا۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ کہ دنیا میں بغیر کامل توحید کو اختیار کئے کبھی اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک یہ صورت حال پیدا نہ ہو دنیا حقیقی امن کا سانس کبھی نہیں لے سکتی۔ آج ضرورت ہے کہ ساری دنیا متحد ہو کر اپنی سعی بلیغ سے دنیا کو سنوارنے میں حصہ لے اور یہ مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ اول مسلمان خود اس توحید کامل کو عملاً اختیار کریں۔ اور پھر دیگر اقوام کو اس پر قائم کریں

اس وقت درسِ توحید کا انتظام

خدا تعالےٰ نے تو پھر دوبارہ اس کے قیام کے لئے سامان پیدا کر دیا ہے۔ مادی بھی اور روحانی بھی۔ اس نے عین ضرورت کے وقت اپنی طرف سے ایک نبی مبعوث کر دیا ہے۔ کائنات عالم کا سب سے زیادہ مقدس کام یہ ہے کہ انسانوں کے دماغوں میں توحید کا نقشہ کھینچا جائے۔ اور پھر اسے عملی رنگ میں رائج کیا جائے۔ اس مقصد و مدعا کے حصول کا عام طریق بیشک یہی ہے۔ کہ لوگوں کو زبان سے اس طرف متوجہ کیا جائے۔ اور اس سے بہتر طریق یہ ہے کہ اس کے متعلق تحریر کے ذریعہ سے کام لیا جائے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ لٹریچر پیدا کیا جائے۔ لیکن اس موجودہ انتہائی ترقی یافتہ دور میں ان دونوں طریقوں سے بڑھ کر اور ان سے زیادہ کامل اور ان سے زیادہ مفید عملی طریقہ یہ تھا۔ کہ خدا کی توحید کا مجسم پیکر دنیا کے سامنے آتا۔ جو زبانی و تحریری طور پر توحید کی تبلیغ کے علاوہ عملی طور پر اس کا صحیح و کامل تازہ نمونہ پیش کرتا۔ تاکہ مشاہدہ و تجربہ کے ذریعہ سے دلوں کی اصلاح ہوتی۔ سو خدا نے عین اس ضرورت کے مطابق اپنی سنت قدیمہ کے ماتحت ایسا کر دیا۔ اب اس کے ذریعہ سے خدا کی توحید کامل پھر سے دنیا میں قائم ہوگی اور اس کے ذریعہ سے وہ عالمگیر انقلاب رونما ہوگا۔ جس کی دنیا سچے دل سے منتظر اور خواہاں ہے۔ جب دنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی حقیقی و کامل توحید کو جس کا پرتو اب دوبارہ دنیا نے دیکھا ہے۔ اختیار کرے گی۔ تب وہ اپنے اصلی مقصود کو پانے میں کامیاب ہوگی ÷

سلام بحضور سید الانام صلے اللہ علیہ وسلم

از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

بدر گاہِ ذی شانِ خیر الانام
شفیع الوریٰ۔ مرجعِ خاص و عام
بصد عجز و منت۔ بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اِک غلام

کہ اے شاہِ لولاک عالی مقام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وُہ حُسن اور وُہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں

زہے خُلقِ اکمل۔ زہے حُسنِ تام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

خلائق کے دِل تھے یقیں سے تہی
بُتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی

کیا شرک کا کام تم نے تمام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے
دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے
شریعت کو کامل کیا آپؐ نے

بیاں کر دیئے سب حلال اور حرام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب آپؐ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

وَفا اور حیا اور مطہّر مذاق
شجاعت سخاوت مروت میں طاق
سوارِ جہانگیر یکراں بُراق
کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

عَلمدارِ عُشّاقِ ذاتِ یگاںؑ
سپہدارِ افواجِ قدوسیاں
معارف کا اِک قلزمِ بیکراں
افاضات میں زندۂ جاوداں

پلا ساقیا وصلِ دلبر کا جام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

برگزیدہ رسولؐ غیروں میں مقبول

(از مکرم محمود احمد صاحب عارف واقفِ زندگی معاون ناظر امور عامہ قادیان)

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بانیٔ اسلام جن کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کے لئے مجسم رحمت بنا کر بھیجا۔ اور آپ کے وجود باجود سے اہلِ دُنیا نے آج تک بے شمار برکتیں اور ترقیات حاصل کیں۔ بعض کینہ ور متعصب دشمن آپؐ کی ذات بابرکات پر محض اپنی کم فہمی اور دشمنی کی بنا پر اعتراضات کرتے ہیں بالخصوص گذشتہ چند سالوں میں بعض "تنگ نظر اور عاقبت نااندیش ہندوستانی اخباروں اور رسالہ جات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے خلاف زہر چکانی کر کے عالمِ اسلام کے دلوں کو مجروح اور جذبات کو چھلنی کیا۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی دیانتداری سے کام لیتے۔ اور تعصب کی پٹی آنکھوں سے اُٹھا کر دیکھتے۔ تو اُنہیں اس بابرکت وجود میں وہ بے شمار خوبیاں نظر آجاتیں۔ جن کا خود غیر مسلموں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ جن کی چند مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں اور ہمیں پختہ یقین ہے کہ ہمارے غیر مسلم بھائی ان آثار پر سنجیدگی سے غور فرمائیں گے وہ ہماری اس رائے کے ساتھ بکلی اتفاق کریں گے۔

شخص نے بھی انصاف پسندانہ اور غیر متعصبانہ نقطۂ نگاہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور سوانح حیات کا مطالعہ کیا وہ آپ کی بلند شخصیت اور مقناطیسی کشش کی طرف کھنچ گیا۔ اور آپ کے اخلاقِ حمیدہ کا گرویدہ ہو گیا۔ اور آپ کے نورِ نبوت سے منور ہونے میں فخر محسوس کرنے لگا۔

مہاتما گاندھی جی کی رائے

آپ نے گجرگہ میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کی گواہی دی کہ "میں نے قرآن شریف کئی بار پڑھا ہے۔ اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ لیکن میں نے ان میں کہیں بھی یہ بات نہیں دیکھی۔ کہ دوسرے کی مذہبی دل آزاری کی جائے۔ یا مورتیوں وغیرہ کو توڑ دیا جائے" (اخبار ملاپ لاہور ۲۷ فروری ۱۹۲۶ء)

نیز لکھتے ہیں۔ کہ "میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب کا مطالعہ کرتا ہوں حقیقت مجھ پر آشکارا ہوتی جاتی ہے۔ کہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں۔ بلکہ اس کے خلفاء اولین کی قوت برداشت۔ انکی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے۔" (اخبار ینگ انڈیا)

شریمتی سروجنی نائیڈو کی رائے

شریمتی جی نے برٹش انڈین یونین (لندن) کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: "ہندوستان کی تہذیب و تمدن کو مسلمانوں نے مالا مال کر دیا ہے

وہ چیز بن دیا۔ جو اسے (ہندوستان کو) زندہ بنانے کے لئے ضروری تھیں۔ حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب کی بلند و برتر ذات مقدس کی یہ تعلیم تھی۔ کہ ہر انسان خواہ غریب ہو یا امیر ایک ہی خدا کا بندہ ہے۔ اسلام نے عورتوں کو حق وراثت سے محروم نہیں کیا۔ اور اسے حق دیا۔ کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ سب سے زیادہ پیاری چیز جو اسلام ہندوستان میں لایا تھا۔ وہ یہ تھی۔ کہ "ماں کے قدموں تلے جنت ہے"۔

ڈاکٹر گوکل چند صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی سابق وزیر پنجاب گورنمنٹ بیرسٹر ایٹ لاء لاہور کی رائے

ڈاکٹر صاحب موصوف آریہ گزٹ جالندھر ۲ ستمبر ۱۹۱۲ء ص۱۱ پر رقمطراز ہیں کہ "غیر تربیت یافتہ اہلِ عرب میں جب رسول عربیؐ کی تعلیم نے نئی روح پھونک دی۔ تو وہ ساری مغربی دُنیا کے اُستاد بن گئے۔ اور علم و فتح و نصرت کا پھریرا ایک طرف بنگال اور دوسری طرف ہسپانیہ میں لہرانے لگا۔"

لالہ لاجپت رائے شیر پنجاب کی رائے

رائے صاحب موصوف نے ایک دفعہ لاہور میں لیکچر دیتے ہوئے فرمایا "میں مذہب اسلام سے محبت رکھتا ہوں۔ اور اسلامی پیغمبر کو دُنیا کے بڑے مہاپرشوں میں سمجھتا ہوں۔ اور اسلام کا بہترین رنگ وہ ہے۔ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تھا۔"

بابو برج لال صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی کی شہادت

بابو برج بہاری لال صاحب بی اے ایل ایل۔ بی وکیل دہلی رقمطراز ہیں کہ "حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) امن صلح اور آشتی کے فرشتہ تھے۔ چنانچہ جس مذہب کی بنیاد انہوں نے ڈالی اُس کا نام اُنہوں نے اسلام رکھا۔ جس کے معنے ہیں سلامتی۔ آشتی۔ درشت کلامی اور سخت وشست کہنا حضرت صاحبؐ کے لئے امر ناگوار تھا۔"

(رسالہ پیشوا دہلی [illegible])

بھگت سائیں داس صاحب ایڈووکیٹ کی رائے

بھگت سائیں داس صاحب ایڈووکیٹ رقمطراز ہیں:-

"حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک بہت بڑا احسان جو تمام مذاہب کے پیروؤں پر کیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ آپ نے آکر اپنے سے پہلے تمام آنے والے مہاپرشوں کی تصدیق کے امن کا دروازہ کھول دیا۔ آپ نے کروڑہا مسلمانوں کو یہ سکھ شانتی تعلیم دی۔ کہ ہر ملک اور قوم میں ریفارمر ہوتے آئے ہیں۔ اگر یہی طریق سب لوگ اختیار کریں۔ تو آج دنیا کے جھگڑے اور فسادات مٹ سکتے ہیں"۔ (الفضل ۲۱ مئی ۱۹۲۹ء)

شریمتی راجکماری ماودہری صاحبہ بی۔ اے کی رائے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مصلح تھے اور واقعات کی بناء پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ دنیا کے مصلح اعظم تھے۔ ...... "مصلح اعظم" کا خطاب سب سے زیادہ جس مقدس ہستی پر پھبتا ہے۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ ...... آج مہذب اور متمدن دنیا اپنی ترقیوں اور کامیابیوں پر جس قدر چاہے ناز کرے۔ لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ اگر دُنیا میں اسلام اور پیغمبر اسلام کا ظہور نہ ہوا ہوتا۔ تو علم و فن اور تمدن و تہذیب سب یورپ کے تنگ نظر اور نفس پرست عیسائی راہبوں اور پادریوں کے ہاتھوں کبھی کے فنا ہو چکے ہوتے۔ دنیا اسلام کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتی۔"

(رسالہ پیشوا [illegible])

مسز ایم۔ اے۔ ایس دھرم رکھیا تحریر فرماتی ہیں

"اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات صاف طرح سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ جو حقوق اسلام نے عورتوں کو عطا کئے ہیں۔ وہ کسی مذہب نے عورتوں کو نہیں دیئے اور نہ اسلام سے قبل کبھی عورتوں کو وہ حقوق ملے تھے۔ یہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی ذات بابرکات تھی۔ جس نے عورتوں کو اوج ترقی پہ پہنچایا۔ اور جو حقوق عورتوں کو شائستہ ملکوں میں اب مل رہے ہیں۔ وہ تیرہ سو برس قبل عورتوں کو دیئے۔"

(الفضل خاتم النبیین نمبر ۱۹۲۹)

ایڈیٹر صاحب خالصہ سماچار کی رائے

"تیرہ کروڑ افراد (نہیں بلکہ چالیس کروڑ) (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پیار کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو۔ کہ لفظ محمد (فداہ ابی و امی) ضرور کوئی اثر رکھتا ہے۔ کہ جس نے تیرہ چودہ صدیوں کے بعد بھی کروڑ ہا انسانوں کے قلوب پر اس لفظ کا قبضہ ہے۔ جب ہم (حضرت) محمد صاحب (صلعم) کی سوانح عمری پر غور کرتے ہیں۔ تو ان کی سوانح میں اگر کوئی سب سے زیادہ خوبی والی بات نظر آتی ہے۔ تو وہ اللہ پر ایمان ہے۔ ...... ان کے اس ایمان کا درجہ بہت بلند تھا۔ اور ان کا خدا ان سے کلام کرتا تھا۔" (منقول از اخبار نور [illegible])

سردار جوند سنگھ صاحب کی رائے

"سردار صاحب موصوف اپنی ایک فاضلانہ تقریر میں فرماتے ہیں۔ کہ دنیا میں آنحضرت رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) پاکیزہ زندگی کی بے نظیر مثال ہیں" (دنیا کا ہادی اعظم ص[illegible])

روسی انقلاب کے بانی اول کونٹ ٹالسٹائی تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) متواضع۔ خلیق۔ اور روشن فکر صاحب بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ معاملہ رکھتے تھے۔ آپؐ کی طبیعت ابتداء سے ہی دینی انکشافات اور اصلاح کی طرف مائل تھی۔ حضرت محمد (فداہ ابی و امی) صاحب نے چالیس سال تک نہایت پاکیزہ زندگی بسر کی۔ عرب کے تمام باشندے آپؐ کی صداقت۔ نیکی اور خلق کے رہین منت تھے۔ دوست۔ اقارب اور اجنبی سب آپؐ سے محبت رکھتے تھے۔ اور آپ کا احترام کرتے رہتے۔ آپؐ کے اخلاق کریمانہ۔ شرافت نفس اور صداقت تمام زمانہ میں ضرب المثل کے طور پر مشہور تھی۔" (اسوۃ النبیؐ ص[illegible])

ایک مشہور امریکن مؤرخ مسٹر ایس۔ پی۔ سکاٹ کا اظہار حق

موصوف اپنی کتاب "ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ" میں فخر دو عالم حضرت نبی کریم صلعم کے حالات لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:- "اللہ اکبر۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے نبی نہ تھے۔ تو پھر دُنیا میں کوئی نبی برحق آیا ہی نہیں"۔

شری نیلم سنجیوا ریڈی چیف منسٹر آندھرا پردیش کی رائے

جناب چیف منسٹر صاحب موصوف نے ایک عظیم الشان میلاد النبیؐ کی صدارتی تقریر میں فرمایا:-

"حضور اکرم صلعم کی تعلیمات کو ہر گھر میں پہنچانا چاہیئے۔ ان کے پیغام کی آج کے زمانے کو سخت ضرورت ہے۔ ... میں نے آج تک جو معلومات اپنے مسلم دوستوں سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں حاصل کیں۔ وہ آج میری زندگی کو روشنی دے رہی ہیں۔ عمل کے میدان میں عمل کئے جاؤ۔ باتیں کم کرو۔ یہ اصول میں نے حضرت محمد (صلعم) صاحب کی ہی تعلیمات سے حاصل کئے ہیں۔ مہاتما گاندھی جی نے بھی حضرت محمد صاحب کے بہت زیادہ اصولوں کو اپنا کر اپنے لئے مشعل راہ بنایا تھا۔ اور اس میں اپنی نجات سمجھا۔ میں نے بھی مہاتما گاندھی کی طرح حضرت محمد صاحب کی بہت سی باتوں کو اپنا لیا ہے اور اپناؤں گا۔" (مدینہ یکم دسمبر ۱۹۵۶ء ص[illegible])

شری کلا ونکٹ یار اؤ اسپیکر آندھرا پردیش کا اظہار عقیدت

فرمایا۔ کہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) [illegible]

محمد ہی نام اور محمد ہی کام

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

پھر باوجود ایک پہلو سے بادشاہ ہونے کے بادشاہت کے تمام فرائض ادا کئے۔ مگر حقوق شاہی نہیں لئے۔ آپ نے کبھی اپنے آپ کو بادشاہ نہیں کہلوایا۔ آپ نے مال و دولت اپنے لئے کبھی جمع نہیں کی۔ کوئی بڑا محل تیار نہیں کیا۔ اگر چاہتے تو دولت کے انبار لگا سکتے تھے اور عالی شان محلات تعمیر کرا سکتے تھے۔ مگر وہی کھجور کے پتوں کا بستر اور وہی کھجور اور دودھ یا جَو کی روٹی پر آپ کا گذارا رہا ۔۔ گھر میں پہروں فاقے ہیں۔ کئی کئی مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی!

گر یاد رہے یہ غربت ناداری کے باعث نہ تھی بلکہ اس وجہ سے کہ جو کچھ آتا غرباء میں تقسیم کر دیتے۔ اور اپنے نفس پر ان کو ترجیح دیتے اور فرماتے:

الفقر فخری فقیری میرے لئے قابلِ فخر ہے!!

فتوحات ہوتی ہیں۔ لونڈیاں اور غلام ہاتھ آتے ہیں۔ آپ کی بیٹی فاطمہؓ درخواست کرتی ہیں کہ میرے لئے ایک خادمہ دی جائے۔ جو گھر کا آٹا پیس دیا کرے کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑے جاتے ہیں مگر آپ کہتے ہیں کہ نہیں ۔۔ اس کی بجائے تم ذکرِ الٰہی کر لیا کرو!!

غریبوں مسکینوں یتیموں اور بیوگان کا ملجاء و ماویٰ آپ ہی تھے ان کی تکالیف کا ہر طرح خیال رکھنا ان کی خبر گیری کرنا آپ کے ذاتی خصائلِ حسنہ میں سے ہے۔ چنانچہ آپ کے چچا حضرت عباس اس خوبی کو نظم کرتے اور آپ کے حق میں فرماتے ہیں:۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

وہ گورے رنگ کا نوجوان جس کے چہرے کا واسطہ دے کر خدا سے بارش کی) درخواست کی جاتی تو بارانِ رحمت برسنے لگتا ہاں وہی جو یتیموں کا سہارا اور بیوگان کا سہاگ تھا!!

٭ ٭ ٭

اگر چہ آپ کے والدین آپ کے بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ لیکن حلیمہ سعدیہ جو آپکی رضاعی والدہ تھیں جب آپ سے ملنے آتیں تو دیکھتے ہی محبت میں بھر جاتے اور میری ماں! میری ماں کہہ کر ادب سے آگے بڑھتے اور اُن کے لئے چادر بچھا دیتے!!

٭ ٭ ٭

اُس زمانہ میں بعض قبائل میں لڑکیوں کی پیدائش کو ایک اچھی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا بلکہ اسے اپنے لئے باعث ذلت و رسوائی گردانا جاتا قرآن کریم نے اس حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے کہ

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ
كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ
مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ
اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ
يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ۔

کہ جب ان میں سے کسی کو اپنے ہاں لڑکی کی پیدائش کی خبر ملتی سنتے ہی اس کا چہرہ مارے غم کے سیاہ ہو جاتا کہ نا پسندیدہ خبر سے شرمساری کے باعث ۔۔ چھپا پھرتا اور دل ہی دل میں کہتا کیا اس ذلت و رسوائی کو برداشت کرتا چلا جاؤں یا اسے زندہ درگور کر دوں!

آپ نے ان لوگوں کو اس ظلم اور سنگدلانہ طریق کو نہایت حکیمانہ طریق پر بدلا اور یہ بات اچھی طرح ان کے ذہن نشین کی کہ لڑکیوں کی پرورش خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے اجر کا موجب ہے۔

آپ نے اس تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے نیک اور پاک نمونہ سے بھی بتایا کہ لڑکی کس قدر و منزلت کی مستحق ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب آپ کے پاس آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آتیں تو آپ ان کو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اپنی جگہ پر بٹھاتے جب سفر کو تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں ان سے ملتے اور واپس آنے پر سب سے پہلے ان سے ملاقات کرتے تاکہ جدائی کا عرصہ کم سے کم ہو۔

٭ ٭ ٭

لیکن باوجود اس محبت اور پیار کے ایک موقع پر ایک عورت نے چوری کی تو آپ نے فرمایا:۔

لوان فاطمۃ بنت محمد
سرقت لقطعت یدھا

"یاد رکھو! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں!"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں اپنی اولاد کی محبت جائز حدود سے متجاوز نہ ہوتی اور اس قسم کے تعلقات آپ کے عدل و انصاف میں کبھی خارج نہیں ہو سکے!!

٭ ٭ ٭

جب مکہ میں مخالفت کا شدید طوفان اٹھا اور تبلیغ کا کام مشکل ہو گیا۔ تو مکہ کے جنوب مشرق کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر طائف ایک مشہور شہر تھا۔ تبلیغ کے لئے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ ان لوگوں نے آپ کی باتیں سن کر آپ کا مذاق اُڑایا اور شہر کے آوارہ لڑکے آپ کے پیچھے لگ گئے۔ آپ پر پتھر برساتے آپ سر سے پاؤں تک لہولہان ہو گئے۔ اُس وقت آپ اپنا خون پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے:۔

اللّٰھم اھد قومی انھم
لا یعلمون۔

خدایا ان لوگوں کی آنکھیں کھول کہ وہ اپنی لاعلمی کے باعث حق کو پہچاننے سے قاصر ہیں۔

طائف سے تین میل کے فاصلہ پر عتبہ بن ربیعہ رئیس مکہ کا ایک باغ تھا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو کر مخالفین کے مقابلہ میں اپنی کمزوری ناتوانی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے دردناک انداز میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

آپ کی اس حالت کو دیکھ کر عتبہ کا دل بھر آیا۔ اس نے ایک عیسائی غلام عداس کے ہاتھ انگوروں کا ایک خوشہ آپ کے لئے بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عداس سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کس مذہب کے پابند ہو!

اس نے کہا میں نینوا کا رہنے والا ہوں اور عیسائیت میرا مذہب ہے۔

آپ نے فرمایا وہی نینوا جو خدا کے بندے یونس بن متی کا مسکن تھا؟

عداس نے کہا "ہاں مگر آپ کو کیسے علم ہو گیا"

آپ نے فرمایا "وہ میرا بھائی تھا کیونکہ وہ بھی اللہ کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں"

عداس کے دل پر آپ کی باتوں کا بہت اثر ہوا اُس نے جوشِ اخلاص میں آگے بڑھ کر آپکے ہاتھ چوم لئے۔

٭ ٭ ٭

نہ صرف یہ کہ آپ بنی اسرائیل کے رسولوں اور انبیاء کی عزت و احترام کرتے بلکہ آپ کی تعلیم دنیا کی تمام اقوام میں رسولوں کے بھیجے جانے کا اقرار اور اُن کی عزت و احترام کو واجب قرار دیتی ہے۔ چنانچہ آپ نے

کان فی الھند نبیا اسود اللون
اسمہٗ کاھنا۔

کہہ کر حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق بھی خبر دی کہ وہ ہندوستان کے نبی تھے۔

٭ ٭ ٭

الغرض آپ ایک مجسمہ رحمت تھے آپ نے اپنے عملی نمونہ سے دنیا کیلئے رحمت کے دروازے کھولے۔ بنی نوع انسان کو بھائی بھائی بنا دیا۔ خود تکالیف اُٹھا کر دنیا کو ہمدردی کا سبق دیا۔ آپ کے بےنظیر کارنامے اس بات پر مہرِ تصدیق ثبت کرتے ہیں کہ جس طرح آپ کا اسم مبارک محمد تھا اسی طرح آپ کے کام بھی محمود ہی تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

برگزیدہ رسول (بقیہ صفحہ ۱)

ہمارے سب سے بڑے رہنما ہیں"۔
(تقریر جلسہ میلاد النبیؐ بمقام حیدرآباد
بحوالہ نظام گزٹ ۱۸ر نومبر ۱۹۵۶ء)

غیر مسلم مستشرقہ ڈاکٹر وا گلی ایری کے خیالات

محترمہ موصوفہ نے حال ہی میں اسلام کے متعلق ایک عظیم الشان کتاب "An Interpretation of Islam" لکھی ہے اس میں وہ نبی اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے خیالات کا یوں اظہار فرماتی ہیں کہ "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا مشن شروع کرنے سے قبل اپنے اہل وطن میں اپنے ضمیر کی بلندی اور پاکیزہ زندگی کی وجہ سے نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ... اگر ہم (حضرت) محمد (صلعم) کی پیشگوئیوں یا اسلام کی ابتدائی فتوحات کا مطالعہ کریں۔ تو ہمیں یہ کہنا آسان ہو جائیگا کہ اسلام کے بزورِ شمشیر پھیلانے کا الزام کس قدر غلط ہے۔ ... آپ مشرکین سے بردباری کے ساتھ پیش آتے تھے... مفتوحین کو اپنے مذہب اور آبائی روایات کی پیروی کی پوری پوری آزادی دی گئی ... غیر مسلموں کی پوری حفاظت کی جاتی تھی۔ ... آپ کا اخلاق نہایت گہرا بھی تھا اور سچا بھی .... آپ ایک نرم مزاج اور رحمدل تھے"

حضرت رسول عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ جلیلہ اور اوصافِ حمیدہ کے بارہ میں غیر مسلم حضرات کی چند ایک آراء پیش کی گئی ہیں۔ اس قسم کی بیشمار آراء کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں اور آئندہ اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض نادان اور کم فہم اور عاقبت نا اندیش لوگ اس مصلح اعظمؐ کے متعلق ناز یبا رنگ میں اظہار خیال کرتے ہیں حالانکہ جیسا کہ اس مضمون میں شریمتی راجکماری امادیری صاحبہ کی رائے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ آپؐ نے اسلام جیسی پاک تعلیم دنیا کے سامنے پیش کر کے دنیا پر احسان عظیم کیا ہے۔ جس کو دنیا فراموش نہیں کر سکتی لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ بعض نادان اس محسنِ اعظم کے خلاف لکھ کر احسان فراموشی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو وہ آنکھیں عطا کرے جس سے وہ نور کو شناخت کر سکیں اور مسلمانانِ عالم کو توفیق عطا فرمادے کہ وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر صحیح رنگ میں آپ کی نمائندگی کر سکیں۔ اور آپ کی سیرت کو کثرت کے ساتھ تبلیغ کر کے دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلا دیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم ٭

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے خادم کی نگاہ میں آپ کا بلند مقام

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے ٭ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

(المسیح الموعودؑ)

از قلم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجزؔ۔ ناظر بیت المال قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ بالا شعر جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا گیا ہے اُن چند بہترین اشعار میں شامل ہوتا ہے جو آنحضرت صلعم کی تعریف میں کہے گئے ہیں۔ بشریت کے تقاضوں کے باوجود آنحضرت صلعم کا مقام ہمارے وہم و گمان سے برتر اور فہم و ادراک سے ارفع و بالا اس لحاظ سے ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ عشق و محبت اور یقین و توکل کا تعلق سب سے زیادہ گہرا اور استوار تھا۔ اور آپ فنا فی اللہ ہو کر معرفتِ الٰہی اور عبودیت کے کمالات میں اس قدر آگے تھے۔ کہ انسانی شعور اس کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور بہتر سے بہتر الفاظ آپ کے مقام کی ادنےٰ ترجمانی کرنے سے قاصر ہیں۔

آپ کی ذات اقدس کے متعلق خود اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ:۔

"ما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الّا وحی یوحیٰ" اور "لولاک لما خلقت الافلاک"

یعنے گو زبان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لیکن وہ میری وحی کے سایہ میں کلام فرماتا ہے۔ اور اگر مجھے اس کامل ذات کی پیدائش مقصود نہ ہوتی۔ تو کُل کائنات عالم کو میں عالمِ وجود میں نہ لاتا۔ پس عاشق و معشوق کے پوشیدہ اسرار و رموز میں دخل دینا یا ان کی تہ تک پہنچنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کے اس مقام کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے شعر کے دوسرے مصرعہ میں اللہ تعالےٰ کے ایک عظیم الشان وعدہ اور پیشگوئی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو حضرت خاتم النبیین کی اس امتیازی شان کو روز روشن کی طرح دنیا میں ظاہر کرنے والی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی برتری کا اسبات کے ساتھ گہرا تعلق اور رابطہ ہے۔ کہ جس برقی طاقت اور روشنی کے مینارہ سے آنحضرت صلعم کا براہ راست تعلق تھا۔ حضور کی پیروی۔ کامل اتباع اور روحانی فیض سے وہی تعلق آپ کے ماننے والوں کا پیدا ہو جائے۔ اور متواتر اُمتِ محمدیہ کے روشن چراغ اپنی روحانیت کے نور سے تاریک دُنیا کو منور کرتے رہیں۔ اور آئندہ ہر زمانہ میں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئی کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ زندہ خدا کے وجود کا ثبوت دنیا کو ملتا رہے۔ اور جس طرح گزشتہ زمانہ میں اللہ تعالےٰ سنتا اور بولتا رہا ہے۔ اُسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یقین اور تقویٰ کی بنیاد دوں پر اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کے بندوں کا رشتہ قائم رہے۔

حضرت رسولِ خدا کی ذاتِ اطہر اور سیرتِ طیبہ کے متعلق شک و شبہ کی نظر سے دیکھنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں نبرد آزمائی اور مقابلہ کی دعوت دی ہے۔ اور آنحضرت صلعم کا ایک خادم ہونے کی حیثیت سے ان کے سامنے اپنی ذات کو پیش فرمایا ہے۔ تا وہ لوگ جو حق کے متلاشی ہیں۔ اور اپنی روحانی تشنگی کو بجھا کر زندہ خدا سے اپنا تعلق قائم کرنے کے خواہشمند ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے خادم کی ذات میں خدائی نور کی جلوہ نمائی کو دیکھ کر راہ نمائی حاصل کر سکیں اور خادم کی شان سے مخدوم کے بلند مقام اور فیض کا اندازہ ایک حد تک لگا سکیں۔ ع

جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

کے الفاظ پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اے بیجا اعتراض کرنے والے حق ناشناس لوگو اور سید المرسلین حضرت رسولِ پاک کی روحانی قدروں سے منکرو۔ آؤ میں تمہیں ہمیشہ ہمیش کی زندگی کا پیغام دیتا اور اللہ تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشانوں سے زندہ خدا کے وجود کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تا تمہارے قلب و نظر کی تاریکیاں دور ہو سکیں۔ اور تم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے حصہ پاسکو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلعم کا یہ ہے۔ کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی۔ اور معجزات نابود ہو گئے۔ اور ان کی امت خالی اور تہیدست ہے صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی۔ اور نہ معجزات منقطع ہوئے۔ بلکہ ہمیشہ کاملینِ اُمت جو شرفِ اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہبِ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کو پیش کرنے کے لئے یہی بندۂ حضرتِ عزّت موجود ہے اور اب تک میرے ہاتھ پر ہزارہا نشان تصدیق رسول اللہ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالےٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں . . . . . . جو خدا محض انسانی دلائل سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ خدا نہیں ہے۔ بلکہ خدا تو ہے۔ جو اپنے تئیں قوی نشانوں کے ساتھ آپ ظاہر کرتا ہے . . . . . خداشناسی ایک نہایت مشکل کام ہے دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے۔ جو خدا کا پتہ لگا دیں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر یہ امر تو ثابت نہیں۔ کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ پس اس کے وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے۔ جو صرف خداشناسی کی تاکید نہیں کرتا۔ بلکہ آپ دکھا دیتا ہے۔ اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے۔ کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں۔ اور یہ تمام شرف مجھے صرف اس نبی کی پیروی سے ملا ہے۔ جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے۔ کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں۔ کہ عیسےٰ آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ زندہ ہونے کی علامات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا۔ اور وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا۔ جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب ہے کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔"

(چشمۂ مسیحی)

بے شک اسلام سے قبل مختلف قوموں اور ملکوں میں زمانے اور حالات کی ضروریات کے مطابق دنیا کی روحانی اور اخلاقی بہتری کے لئے انبیاء اور مامورین مبعوث ہوتے رہے جنہوں نے اپنے اپنے وقتوں میں بھولی بھٹکی مخلوق کو اپنے خالق حقیقی سے ملانے کے مشن کو کامیابی کے ساتھ چلایا۔ لیکن بانیٔ اسلام علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" کا اعلان ہوا۔ یعنے ایک مکمل شریعت اور عالمگیر تعلیم نازل فرمائی گئی۔ جو وقتی اور ملکی ضروریات سے گذر کر آئندہ کے لئے انسانیت کی مستقل جملہ ضروریات دینی کو پورا کرنے والی ہیں۔ اور جس نے بنی نوع انسان کے لئے ایک جامع اور مکمل لائحہ عمل پیش کیا۔ جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے عمل پیرا ہو کر ایک قلیل عرصہ میں ایک ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا فرمایا۔ جس کی مثال گزشتہ انبیاء کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اسلام کے ابتدائی دور کے بعد دین کی حفاظت اور تجدید کے لئے اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق امتِ محمدیہ میں اولیاء اور مجددین کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اور موجودہ زمانہ میں جبکہ دنیا مادیت میں ڈوبی پڑی تھی۔ اور خود مسلمان رسم و رواج کی بدعتوں کا شکار ہو کر اسلام کی صحیح تعلیم سے بہت دور جا چکے تھے۔ تو اسلام کو دوبارہ ثریا سے لانے کے

لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص وعدہ کے مطابق انبیائے ملاں میں سے اپنے ایک محبوب کو مامور فرمایا۔ جس نے اسلام کی حقانیت دنیا میں غالب کرنے کے لئے کفر و ضلالت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو آواز دی تا وہ جو دور جا چکے ہیں زندہ خدا کی شناخت کر کے پھر سے قربتِ الٰہی کی لذت کو محسوس کر سکیں۔ اور وہ جواپنی غفلت اور زنگ آلودگی کی حالت میں دنیاوی سہاروں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ "ان اللہ معنا" کی آواز کو سنیں۔ اور دنیا کے مادی سامانوں۔ سہاروں اور رشتوں سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل محبت کا رشتہ جوڑیں۔ اور اپنا اصل سہارا اس کی ذات کو محسوس و مشہود کر کے ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مصرعہ
"جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے"
ہمیں اس عظیم اور ارفع شان والے مخدوم کی صحیح اطاعت اور اتباع کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں "الم نشرح لك صدرك" ارشاد فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت اور محبت کے ساتھ کشادہ کر کے اپنے نور سے بھر دے اس کا مقام اور اس کی شان ہمارے وہم و گمان اور ادراک کی استعداد سے کس قدر بالا ہوگی۔

"انا اول المؤمنین" کا اقرار کرنے والے ہمارے پیارے رسول کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان اور حق الیقین کی پختگی کا اندازہ لگانا تو ہم جیسے ناقص انسانوں کے لئے ناممکن اور بعید از قیاس ہے۔ البتہ ہمیں اپنے ظرف کے مطابق سمجھنے کے لئے یہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ کس طرح حضور سرورِ عالم نے اپنے غیر متزلزل اور راسخ یقین کے باعث نہ تو کفار کے لالچ کی پرواہ کی۔ جبکہ انہوں نے آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعہ سے حضور کو دنیاوی مال و دولت۔ حسن اور وجاہت کی پیشکش کی۔ اس شرط پر کہ حضور ان کے بتوں کو بُرا نہ کہیں گے۔ اور نہ ہی حضور نے جنگ احد کے موقعہ پر جبکہ ظاہری بے کسی اور بے بسی کی حالت میں اسلامی لشکر کی فتح شکست سے تبدیل ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے سے فراموش کیا۔

حضور کی حیاتِ طیبہ کا یہ واقعہ کس قدر دلفریب ہے۔ جبکہ ابو سفیان اور اس کے ساتھی یہ سمجھ کر کہ انہوں نے آنحضرت صلعم اور حضور کے خاص خاص صحابہ کرام کو نعوذ باللہ قتل کر دیا ہے نعرے لگائے۔ اس موقعہ پر صحابہ کرام ان کا جواب دینے کے لئے بے تاب تھے۔ لیکن حضور نے مصلحت وقتی کے پیش نظر اپنے اصحاب کو کفار کے نعروں کا جواب دینے سے منع فرما دیا۔ لیکن جب ابو سفیان نے ھبل کی شان کو بلند کرنے کا نعرہ لگایا۔ تو اس موقعہ پر آنحضرت صلعم کی محبت اور غیرت اسے برداشت نہ کر سکی۔ اور حضور نے "اللّٰہُ اعلیٰ واجلّ" کا نعرہ بلند کرنے کا ارشاد فرمایا۔

تاریخ اسلام کے سنہری باب اور آنحضرت صلعم کی حیاتِ طیبہ کے ایسے بیسیوں واقعات ہمیں یہ سبق دینے کے لئے کافی ہیں۔ کہ اگر ہم دنیاوی سہاروں پر اکتفار کرنے کی بجائے اپنا اصل ملجاء و ماوٰے اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھیں اور دنیاوی خطرات اور حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہر حالت میں اپنا حقیقی بھروسہ اور سہارا اس ذاتِ یگانہ اور قادر ہستی کو جانیں۔ تو ہمارے ایمان اور یقین کی حالت کے موافق وہ ہماری نصرت اور دستگیری فرماتے ہوئے ہمیں اپنے فضلوں سے نوازے گا۔ اور ہم اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو محسوس اور مشہود کرنے لگیں گے

اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائے تا ہم سب جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی کا وقت پایا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لا کر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا ہے۔ اپنے خدا کو راضی کر سکیں۔ آمین +

ربوہ کے مضافات میں خدام الاحمدیہ کی مساعی:

بقیہ از صفحہ ۱۴

احمد نگر میں ۲۰ خدام کی ایک پارٹی گہرے پانی کو عبور کرتے ہوئے پہنچی اور شام تک نہایت محنت سے کام کر کے بہت سے گرے ہوئے مکانوں کے ملبہ کے نیچے سے لوگوں کا سامان نکالا۔ اور سینکڑوں من گندم کو محفوظ مقامات پر پہنچانے میں مدد دی۔ چالیس مضبوط نوجوان ربوہ اور لالیاں کے درمیان گہرے اور تیز رو پانی میں سے مسافروں کو گذارتے رہے۔ چک منگرہال کے بہت سے لوگ پانی میں گھرے ہوئے تھے خدام کی ایک پارٹی نے پہنچ کر ان کو نکالا۔

خدام کا دوسرا اہم کارنامہ

سیلاب کا زور ٹوٹنے اور سڑکوں پر سے پانی اتر جانے کے بعد سب سے اہم مسئلہ شکستہ سڑکوں کی درستی اور مرمت کا ہے۔ تا مختلف شہروں کے درمیان آمد و رفت اور کاروبار بحال ہو سکے۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ نے ربوہ اور لالیاں کے درمیان شکستہ سڑک کو ابتدائی مرمت کے ذریعہ آمد و رفت کے قابل بنایا۔ سروے کے ذریعہ یہ اندازہ لگایا گیا کہ اگر شکستہ سڑک کے ساتھ ساتھ ایک بغلی راستہ بنا دیا جائے اور سڑک کے بعض بڑے بڑے گڑھے بھر دئے جائیں تو سرگودہا سے چنیوٹ تک ٹریفک بحال ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہاں ۳۰ اگست بروز جمعہ وسیع پیمانہ پر وقارِ عمل منانے اور اس اہم کام کو سرانجام دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اگرچہ وقارِ عمل ۴ بجے بعد دوپہر ہونا تھا لیکن اس کے انتظامات صبح سے ہی شروع کر دئے گئے تاکہ ایک ہی دن میں یہ کام مکمل ہو کر ٹریفک بحال ہو سکے سب سے ضروری کام بغلی راستے کی مجوزہ زمین پر بھرتی ڈالنے کیلئے کئی ہزار مکعب فٹ پتھروں کی فراہمی کا تھا۔ اس کے لئے پچاس انصار نے اپنی خدمات پیش کیں اور پہاڑیوں میں سے گذرنے والے درہ پر سے پتھر جمع کرنے میں مدد دی۔ اسی اثناء میں خدام کی ایک پارٹی نے بغلی راستہ کے لئے جگہ کی نشاندہی کی۔ اور اس پر مٹی بچھائی تاکہ وہاں کی سیل خشک ہو سکے

وقارِ عمل کا پر کیف منظر

نماز جمعہ کے بعد چار بجے سے قبل ہی خدام اور انصار جوق در جوق ربوہ سے اس مقام کی طرف روانہ ہونے لگے۔ جہاں وقارِ عمل منایا جانا تھا۔ نوجوان بوڑھے اور بچے سب ہی خدمت کے ایک خاص جذبے کے تحت کمال درجہ اشتیاق کے ساتھ اس جانب کھنچے چلے جا رہے تھے دو اڑھائی صد خدام کی ایک جماعت درّے کی طرف روانہ کر دی گئی تاکہ وہ انصار کے جمع کردہ پتھروں کے علاوہ مزید پتھر چن چن کر ریڑھوں اور گڈوں کے ذریعہ وہاں بھیجتی رہے۔ اُدھر مقام اجتماع پر چار بجے سہ پہر کے قریب ایک ہزار سے زاید خدام اور انصار نے کدالیں ہاتھوں میں لیکر مٹی کھودنی شروع کر دی۔ اور آن کی آن میں پتھروں اور مٹی سے بھری ہوئی ٹوکریاں ہاتھوں ہاتھ بغلی راستہ کی جگہ پر پہنچنی شروع ہو گئیں۔ تمام راستے پر پہلے پتھر بچھائے گئے۔ اور پھر مٹی ڈال کر اور اسے کوٹ کر راستہ ہموار کر دیا گیا۔

تین گھنٹے تک نوجوان بوڑھے اور بچے مشین کی طرح کام کرتے رہے۔ جہاں ایک طرف نوجوان مٹی اور پتھر ڈھو رہے تھے وہاں بوڑھوں نے بھی جانفشانی کوشش سے کام کر کے ثابت کر دیا کہ وہ قومی خدمت کے لئے جفاکشی میں نوجوانوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ کالج کے پروفیسر، صیغہ جات کے افسران، دفتروں کے کارکن، یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ مشرق وسطی اور مشرق بعید کے ممالک میں سالہا سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے والے ملکی اور غیر ملکی مبلغینِ اسلام، علماء دین، مفتی سلسلہ بعض ضعیف العمر صحابہ کرام، مشرقی افریقہ مغربی افریقہ۔ عدن۔ برٹش گی آنا اور انڈونیشیا کے غیر ملکی طلباء، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود خاندان حضرت مسیح موعود کے صاحبزادگان انتہائی محنت اور مشقت کے باعث پسینے میں شرابور ہو رہے تھے اور کوئی بھی سستانے یا ہمت ہارنے کا نام نہ لیتا تھا۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کے نونہالوں نے بھی اس موقعہ پر بہت سرگرمی دکھائی۔ انہوں نے وقارِ عمل کے دوران خدام اور انصار کو ٹھنڈا پانی پلا پلا کر ان کو تازہ دم بنائے رکھا

اس عظیم اجتماعی وقارِ عمل کے نتیجے میں شام تک پکی سڑک کے شکستہ اور تباہ شدہ حصہ کے ساتھ ساتھ تین سو بیس فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا نہایت مضبوط اور ہموار راستہ تیار ہو گیا۔ علاوہ ازیں خدام اور انصار ۴۴ کی ایک اور جماعت نے وہاں سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر چار چار فٹ گہرے گڑھوں اور شگافوں میں پتھر اور مٹی ڈال کر انہیں ہموار کیا۔ اس بغلی راستہ اور شگافوں میں سات ہزار مکعب فٹ پتھر بھرے گئے۔ اس سارے کام کی نگرانی مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کرتے رہے

بغلی راستے پر ٹریفک کا آغاز

بغلی راستہ تیار ہو چکنے پر سب سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی موٹر کار اس پر سے گذری اسی دوران میں سرگودہا سے چنیوٹ جانے والی ایک بس آگئی جو بسہولت گذر گئی

شام کے سات بجے کام مکمل ہونے پر خدمت خلق اور اتحادِ عمل کا یہ عظیم مظاہرہ ختم ہوا +

معلّمِ کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم

(از مکرم مولوی عبد القادر صاحب فاضل دہلوی معاون ناظر بیت المال قادیان)

انبیاء اللہ تعالیٰ کے کامل مظہر ہوتے ہیں اور ان کی زندگی روحانی وجسمانی دونوں پہلوؤں سے دنیا کے لئے بطور نمونہ اور مشعلِ راہ ہوتی ہے۔ یعنے وہ صرف الہام الٰہی سے مشرف ہوکر دنیا میں ہدایت کو ہی قائم نہیں کرتے۔ اور صرف خالق و مخلوق کے رشتہ کو ہی استوار کرنا اکیلا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایسے معلم کی حیثیت سے مبعوث ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ دنیا کے علوم کا بھی بیش بہا خزانہ ہوتا ہے۔

جس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اُس زمانہ کی تاریخ اور حالات سے واقف ہر شخص بخوبی علم ہے کہ عرب میں روحانیت۔ اخلاق۔ تمدن اور دنیاوی علوم کا فقدان تھا۔ ضلالت کا یہ حال تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی فراموش۔ بتوں کے پجاری۔ شرک و بدعات میں گرفتار اور اخلاق سے عاری اس قدر کہ نازک اندام عورتوں سے دلبستگی شراب کے نشہ میں گمن۔ راگ رنگ کی محفلیں اُن کا مرغوب شغل۔ اور جہالت اُن میں اس درجہ کہ گدھے جیسی سواری معمولی معمولی باتوں پر جنگ وجدل۔ خونخوار بھیڑیئے کی طرح حملہ۔ بلا وجہ قتل۔ کینہ انتقام ان کا روزانہ کا مشغلہ۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جس زمانہ میں ہوئی۔ اُس وقت کے حالات کا نقشہ ایک شاعر نے ذیل کے اشعار میں کھینچا ہے۔

اندھیرا تھا جب ساری دنیا پہ چھایا
جہالت نے طوفان تھا اِک اُٹھایا
بشر نے تھا فطرت کو اپنی بھلایا
سمجھائی نہ دیتا تھا اپنا پرایا
حکومت تھی ظلمت کی گر خشک و تر میں
تو زیاں سفا... کا تھا بحر و بر میں
مٹا علم و حکمت کا نام و نشاں تھا
وجود جہاں پر عدم کا گماں تھا
عرب جو فقط اک جرائم کا گھر تھا
جسے خوف دُنیا نہ عقبیٰ کا ڈر تھا
اوامر کی تعظیم سے بے ہُنر تھا
نواہی کی تکریم میں نامود تھا
نہ تھی ان کے دل میں بزرگوں کی عظمت
نہ چھوٹوں سے کچھ راہ و رسم محبت
گریباں عفت میں تھا تار باقی
نہ عصمت کی چادر کے آثار باقی
سوارِ جہانگیرِ راہوارِ وحشت
نہیں جانتے تھے ہے کیا آدمیت

ان حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا ضلالت اور جہالت کا مجسمہ گویا "ظہر الفساد فی البرّ والبحر" کی مصداق بن چکی تھی۔ اور بالخصوص اہلِ عرب روحانیت۔ اخلاق اور دنیاوی علوم سے عاری حیوانوں۔ وحشیوں بلکہ درندوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور ان بد صفات پر نازاں تھے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہوکر اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت اور روحانیت کا سبق ایسی جاذبانہ انداز اور حسن وخوبی سے پڑھایا۔ کہ عرب قوم کو عورتوں کی عشق بازی کی عادت سے ہٹا کر رحمان میں فنا کر دیا۔ اُنہیں لذت دعا سے آشنا کر کے شراب کے کارخانے ویران اور شراب خانے منہدم کر دیئے اور شراب کے دیوانوں کو دین کا متوالا کر دیا۔ لوات کی عیش و طرب کی محفلوں کو برہم کر کے راتوں کی عبادت کا ذوق ان میں پیدا کیا۔ سارنگیوں سے باتیں کرنے والوں کو رحمان سے ہمکلام کر دیا۔ ان میں سے وحشت و بربریت نکال کر انہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ غرض صدیوں کے مردوں کو ایک قلیل عرصہ میں نہ صرف حیوان سے انسان۔ با اخلاق با خدا بلکہ خدا نما انسان بنا دیا۔

روحانی انقلاب کے ساتھ ساتھ اس معلّم کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود عرب قوم کے لئے (جس میں نہ تہذیب۔ نہ تمدن۔ نہ علم نہ حکومت جو دنیاوی طور پر بھی ہر لحاظ سے عاری اور صدیوں سے گوشہ گمنامی اور جہالت میں پڑی ہوئی تھی) بالخصوص اور نسل انسانی کے لئے بالعموم سراپا رحمت ثابت ہوا۔ کیونکہ آپ دنیاوی وہ علوم لے کر تشریف لائے تھے۔ جو انسانیت کی نشو ونما اور اس کی مخفی در مخفی قوتوں کے ارتقار کے لئے لازمی تھے۔ آپ کو "تعلیم الکتاب والحکمۃ" کا مقام اللہ تعالیٰ نے تفویض کیا تھا۔ آپ کی تعلیم ایسی جامع ہے۔ ہر خوبی کی اور مانع ہے ہر نقص سے جس پر ناقابلِ عمل ہونے کا کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے یکساں مفید ہے اور بوڑھے جوان بچے۔ امیر غریب۔ حاکم رعایا۔ ظالم مظلوم سب کی راہنمائی کی گئی ہے مگر منعدار کے متعلق قاضیوں۔ گواہوں اور شہادتوں کے لئے اصول مرتب کئے گواہی چھپانے کی ممانعت۔ قرائن قویہ کی شہادت۔ جرح کا حق۔ گواہوں کو سچ بولنے کی تلقین۔ غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرنے کی ہدایت۔ فیصلہ بخوشی تسلیم کرنے کی طرف رغبت دلائی ہے۔ مال کے متعلق احکام صادر کئے۔ کہ امرار کے اموال میں غربار کا حق ہے۔ سونا۔ چاندی۔ اجناس۔ جانوروں۔ پھلوں غرض ہر چیز پر زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا۔ صدقہ۔ فطرانہ۔ تقسیم ورثہ۔ حکومت کے ٹیکسوں۔ زمین کی اقسام کے مطابق لگان۔ تجارت پر روپیہ لگانے۔ سود نہ لینے۔ نفع ونقصان میں شریک ہونے کے احکامات صادر کئے۔ حکومت کی ذمہ داریاں۔ رعایا کے فرائض۔ مالک اور خادم کے درمیان تعلقات۔ سرمایہ دار اور مزدور کے معاملات۔ مجالس کے آداب۔ عالموں کا احترام۔ بزرگوں کی عزت۔ چھوٹوں کا ادب۔ راست گوئی کا وقار۔ جھوٹ ترک کرنے کے فوائد۔ میاں بیوی کے تعلقات۔ باپ بیٹے۔ استاد شاگرد۔ اقوام کے باہمی معاملات۔ معاہدات کی پابندی۔ غرض ہر شعبۂ زندگی آپؐ نے دُنیا کی راہنمائی فرمائی۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو تحصیلِ علم کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" علم حاصل کرو۔ خواہ تم کو چین جیسے دور دراز ملک تک جانا پڑے۔ اور "طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ" کا ارشاد فرما کر آپ نے ہر مسلم مرد اور عورت کو تعلیم کے حصول کی تلقین کی۔ اور "اطلبوا العلم من المھد الی اللحد" کہہ کر ساری عمر علم کے حصول کے درپے رہنا لازمی قرار دیا۔ اس طرح علم دین کے ساتھ ساتھ اُس قوم کو جسے علم سے مَس بھی نہ تھا۔ اس نبی کامل نے اپنی روحانی کشش اور انفاس قدسیہ کی برکت سے ان کے دل و دماغ کو کچھ اس درجہ روشن کر دیا۔ کہ انہوں نے قلیل مدت میں سب کو بیدار کر دیا۔ عجم میں زندگی کی روح پھونک دی۔ اندلس میں حکومت کا عروج بغداد میں علم وحکمت کے دریا بہنے لگے۔ غرض جس ملک میں پہنچے مسلمان اُس ملک کو علم دین کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم و فنون کی روشنی سے بھی منور کر دیتے تھے۔ علم و حکمت اور تہذیب و تمدن کی ترقی و اشاعت میں مسلمانوں نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ یورپین اور عیسائی مورخ بھی اس بات کے اقراری ہیں۔ فرنچ مستشرق پروفیسر سدیو ہسٹوریکل ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۸ صفحہ ۲۷ پر لکھتا ہے کہ:-

"ہمارے موجودہ تمدن کے ہر ایک شعبہ عمل میں اہلِ عرب کے اثرات صاف طور پر نمایاں ہیں۔ نویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک اس عظیم الشان لٹریچر کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ جو اب تک قائم ہے۔ قسم قسم کی پیدا وارین بیش بہا ایجادات جو دماغ کی حیرت انگیز فعالیت نے اس زمانہ میں کیں اور ان کا اثر یقیناً یورپ پر پڑا۔ اس سے ہمارے اس خیال کو تقویت پہنچی ہے۔ کہ اہلِ عرب نے ان تمام چیزوں میں ہماری راہنمائی کی ہے۔ ایک طرف از منہ وسطیٰ کی تاریخ کے لئے بے حد مواد پایا۔ جو سفرناموں اور سوانح عمریوں میں بکثرت موجود ہے۔ دوسری طرف ہم بے نظیر صنعت و حرفت۔ اصول انجنیئری اور دیگر علوم و فنون میں ان کے انکشافات کو معلوم کرتے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں ان لوگوں کے کارناموں کو واضح اور نمایاں نہیں کرتیں۔ جو بہت مدت سے حقارت اور نفرت سے دیکھے جاتے ہیں؟"

تمدن یورپ صفحہ ۵۱۳ پر ڈاکٹر ڈگ طاملی بان لکھتا ہے:-

"عربوں کا اثر مغرب کی سرزمین پر بھی اتنا ہی ہو۔ جتنا مشرق میں ہوا۔ انکی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا۔"

تمدن عرب صفحہ ۵۲۱ پر ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ:-

"تمدن اسلامی کا بہت ہی زبردست تسلط تمام عالم پر رہا ہے۔ عربوں کے اخلاقی تسلط نے یورپ کی ان وحشی اقوام کو جنہوں نے رومیوں کی سلطنت کو تہ و بالا کر دیا انسان بنا دیا۔ چھ صدیوں تک یہی عرب ہمارے اُستاد رہے اور ہمیں تمدن سکھاتے رہے۔"

مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم شدہ روحانی مدرسہ سے اکتساب علم کیا جس نے روحانیت اور دنیاوی علوم کی وہ اعلےٰ اور اکمل تعلیم دی جس کی نظیر اب تک دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکا اور اس مدرسہ سے علم کے شوق سے سرشار ہو کر مسلمانوں نے دنیاوی علوم و فنون کو بھی وہ ترقی دی۔ کہ آج تک دنیا انکی تعریف کرتی ہے۔ مسلمانوں نے تصانیف قدیمہ کا ترجمہ کر کے ذخیرۂ بیش بہا کو تلف ہونے سے بچایا۔ منطق استقرار۔ نظریہ ارتقار۔ تاریخ۔ جغرافیہ علم ہیئت و نجوم علم المناظر علم ریاضیات۔ طب۔ علم الکیمیا۔ میکنکس آلہ قطب نما۔ صنعت کاغذ سازی۔ گھڑی سازی۔ یورپ کی زبانوں میں علمی کتب کے ترجمے یہ سب علوم و فنون مسلمانوں کے مرہونِ منت ہیں جنہوں نے رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مدرسہ سے اکتساب علم کیا۔ بے حد و بے حد درود اور سلام ہوں معلّم کامل حضرت رسول عربی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار؟
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار

محمدؐ کی محبت میں احمدؑ کے ترانے

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذاتی نام محمدؐ معنوی اعتبار سے اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ کی کامل حمد کی جائے۔ تو آپؐ کی بعثتِ ثانیہ میں آپ کے ظلِ کامل کو احمدؑ کا نام دیا گیا۔ حضرت احمد علیہ السلام نے جس طور سے اسلام اور بانیٔ اسلام کی خدمت کا حق ادا کیا وہ ایک کھلی حقیقت ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپ کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھا:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی . . . . . اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔"

(اشاعت السنہ جلد ۷ ص)

نہ صرف براہین احمدیہ بلکہ آپ نے ۸۰ سے زائد کتب تحریر فرما کر اسلام کی برتری اور اس کے کمال کو ثابت کیا۔ اور مخالفین کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگائے گئے الزامات کو نجبت تمام دور کر کے اپنے آقا کی حمد کا حق ادا کیا۔

آپ کی تصنیفات میں متعدد مقامات پر اپنے آقا و مطاع کی بے نظیر خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے جس طور سے انتہائی محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس طرح ظاہری اور باطنی رنگ میں پورے طور پر آپ محمدؐ کے سچے احمدؑ ثابت ہوئے ہیں۔

ذیل میں آپؑ کے اردو عربی اور فارسی منظوم کلام میں سے کچھ حصہ بطور مشتے از خروارے پیش کیا جاتا ہے:-

— (۱) —

آپ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے نظیر خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اردو کے ایک جلیل قصیدہ میں فرماتے ہیں:-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
[illegible]

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
[illegible]
[illegible]

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

اسی طرح ایک فارسی قصیدے میں فرمایا ؎

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
شد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم
جوہرِ انساں کہ بود اں مضمرے
ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

یعنی لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود علم و حکمت میں بے نظیر اس سے بڑھ کر (آپؐ کے سچا ہونے کی) اور کونسی روشن دلیل ہو سکتی ہے۔ انسان کے پوشیدہ جوہر کا اس کے ذریعہ سے پوری طرح پتہ لگا ہے اس کے پاک وجود پر ہر کمال ختم ہؤا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہؤا کہ ہر ایک پیغمبر کے دور کا اختتام ہو گیا۔

— (۲) —

انہیں خوبیوں کے باعث آپؐ سے ذاتی عشق و محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک فارسی قصیدہ میں فرماتے ہیں ؎

یادِ آں صورت مرا از خود برد
ہر زماں مستم کند از ساغرے
مے پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر مے داشتم بال و پرے
خوبیٔ او دامنِ دل مے کشد
سوکشانم برد زور آورے
تاانت آں روئے کز اں او سرتافت
یافت آں وساں کہ بگزید آں درے

یعنی اُس صورت کی یاد مجھے بیخود کر رہی ہے جو مجھے ہر وقت (محبت کی) شراب سے مست رکھتی ہے۔ اگر میرے پر ہوتے تو میں اُڑ کر اُس کی گلی میں پہنچتا۔ اُس کی خوبی میرے دل کے دامن کو کھینچ رہی ہے۔ اور ایک زوردار چیز مجھے گھسیٹتے لئے جا رہی ہے۔ اُس شخص کا چہرہ روشن ہؤا جس نے اپنا منہ اُس کی طرف سے نہیں پھیرا۔ اور اُس شخص نے شفا پائی جس نے اس دروازے کو اختیار کر لیا۔

— (۳) —

اسی قسم کی محبت کا اظہار اپنے عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں ؎

يَا حِبِّ إِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً
فِي مُهْجَتِي وَمَدَارِكِي وَجَنَانِي
مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيقَةَ بَهْجَتِي
لَمْ أَخْلُ فِي لَحْظَةٍ وَلَا فِي آنِ
جِسْمِي يَطِيرُ إِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

اے میرے پیارے تیری محبت میری جان میرے سر اور دماغ میں رچ گئی ہے۔ اے میرے خوشی کے باغ تیرے منہ کی یاد سے میں کبھی ایک لحظہ بھی خالی نہیں رہتا۔ میرا جسم تو بوجہ شوق کے سبب تیری طرف اُڑا چلا جاتا ہے۔ اے کاش مجھ میں اُڑنے کی قوت ہوتی!!

— (۴) —

اسی طرح ایک اور قصیدہ میں فرمایا ؎

وَفِي مُهْجَتِي نُورٌ وَجَيْشٌ لِأَمْدَحَا
سُلَالَةَ أَنْوَارِ الْكَرِيمِ مُحَمَّدًا
كَرِيمُ السَّجَايَا أَكْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّهَى
شَفِيعُ الْبَرَايَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَالْهُدَى
تَبَصَّرْ خَصِيمِي هَلْ تَرَى مِنْ مُشَاكِهٍ
بِتِلْكَ الصِّفَاتِ الصَّالِحَاتِ بِأَحْمَدَا

میرے دل میں جوش اور ولولہ ہے کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کروں جو خدا کے انوار کا خلاصہ ہے۔ کریم ہے اور علم و عقل میں کامل تر ہے مخلوق کا شافع اور فضل و ہدایت کا چشمہ ہے۔ اے میرے مخالف دیکھو ان صفاتِ حسنہ میں کوئی شخص تجھ کو احمدؐ کا شریک نظر آتا ہے؟

— (۵) —

ایک دوسرے قصیدہ میں رسول اللہ سے اپنے دلی تعلق کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

هٰذَا رَسُولٌ قَدْ أَتَيْنَا بَابَهُ
بِمَحَبَّةٍ وَإِطَاعَةٍ وَرِضَاءِ
يَا لَيْتَ شَقَّ جَنَانِي الْمُتَمَوِّجُ
لِأُرِيَ الْخَلَائِقَ بَحْرَهَا كَالْمَاءِ

یہ وہ عظیم الشان رسول ہے جس کے دروازے پر ہم محبت و اطاعت اور رضامندی سے حاضر ہوئے ہیں۔ کاش میرا دل چیرا جاتا جو (آپ کی محبت و عشق میں) موجیں مار رہا ہے۔ تا لوگوں کو پانی کی طرح اس کا دریا دکھلا سکتا!!

— (۶) —

آخر میں ایک عاشقِ صادق کی طرح اپنے محبوبؐ کے بعض حالات کا ذکر کر کے بے اختیار آنسو بہانے کا نظارہ بھی ملاحظہ کیجئے ؎

تَذَكَّرْتُ يَوْمًا أُخْرِجَ سَيِّدِي
فَخَافَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ مِنِّي بِمُنْتَدَى
إِلَى الْآنِ أَنْوَارٌ بِتُرْبَةِ يَثْرِبَ
نُشَاهِدُ فِيهَا كُلَّ يَوْمٍ تَجَدُّدَا

مجھے وہ دن یاد آیا جب میرے سید و مولیٰ (اپنے مالوف وطن سے) نکالے گئے تھے تو میری آنکھوں کے آنسو مجلس میں ہی بہنے لگے! اب تک مدینہ کی پتھریلی زمین میں ایسے انوار ہیں کہ ہم ہر روز ان کی نئی تجلّی کا مشاہدہ کرتے ہیں!!

الغرض یہ چند مثالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندروں سے چند قطرات کی مانند ہیں۔ ورنہ سبھی قصائد اپنے اندر ایک عجیب سوز اور وجد رکھتے ہیں۔ جس کا صحیح اندازہ تفصیلی مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

اللّٰھم صلّ علیہ و علیٰ مطاعہ الصلوٰۃ والسلام۔

سیرۃ آنحضرت صلعم ہندی
کے بارہ میں
ضروری اعلان

سیرۃ آنحضرت صلعم بزبان ہندی کی اشاعت کے سلسلہ میں احباب جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اس کتاب کا مسودہ نظرِ ثانی کے لئے پٹنہ کے ایک قابل پروفیسر صاحب کے پاس بھجوایا جا چکا ہے۔ جونہی نظرِ ثانی کے بعد مسودہ واپس آ جائے گا اسے پریس میں دے دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ احباب جماعت نے اس نیک تحریک میں فراخدلی کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ لیکن کتاب کی طباعت میں غیر متوقع تاخیر سے غالباً قدرت ایسے احباب کو ثواب حاصل کرنے کا موقعہ دے رہی ہے۔ جو کسی وجہ سے اس میں پہلے حصہ نہیں لے سکے۔ ہمارے پاس جس قدر رقم زیادہ ہوگی اسی قدر زیادہ تعداد میں اشاعت ہو سکے گی۔ امید ہے کہ احباب جماعت اپنی استطاعت کے مطابق اس کارِ خیر میں ضرور حصہ لیں گے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

درخواست دعا عاجز کے ماموں حضرت منشی سید جلال احمد صاحب سونگھڑوی بعارضہ فالج سخت علیل ہو کر زیرِ علاج ہیں نیز عاجز کے کئی دیگر رشتہ دار مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔ احباب کرام سے جملہ مریضوں کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سید عبدالقیوم احمدی کٹک

وعدہ پورا کرنا کیوں ضروری ہے

سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ بڑی ذمہ داری رکھتا ہے۔ تم ایک معمولی ہمسائے کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو بھی بھلا نہیں سکتے۔ وہ جہاں بیٹھتا ہے۔ وہ تمہیں تنگ کرتا ہے۔ وہ تمہیں سزا نہیں دے سکتا۔ وہ تمہیں گرفتار نہیں کر سکتا۔ وہ تمہیں ملک بدر نہیں کر سکتا۔ وہ تمہیں قید نہیں کر سکتا۔ مگر اتنا ضرور کرتا ہے کہ جہاں مجلس ہوتی ہے وہ کہتا ہے۔ اے فلاں صاحب آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ لیکن اُسے پورا نہیں کیا۔ اور بعض اس قسم کے طعنوں پر خونریزی بھی ہو جاتی ہے۔ پھر تم حکومت سے کئے ہوئے وعدوں کو بھی بدل نہیں سکتے۔ جتنے قانون ہیں وہ گورنمنٹ سے وعدے ہی ہیں ہمارے نمائندے جاتے ہیں اور وہ حکومت سے ایک وعدہ کر آتے ہیں اور وہی قانون ہوتا ہے۔ جس کی نافرمانی پر انسان سزا پاتا ہے۔ پس جب تم ایک معمولی ہمسائے کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ جب تم حکومت کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ تو تم خدا کی سزا سے کیونکر بچ سکتے ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ سے کئے جاتے ہیں وہ مسئول ہیں۔ یعنی اُن کے بارہ میں جواب طلبی ہوگی۔ وہ آدمی جس نے وعدہ نہیں کیا وہ کمزور ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُسے حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔ لیکن جس نے وعدہ کیا ہے اور اُسے پورا نہیں کیا وہ مجرم ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُسے سزا دے گا۔ پس یہ وعدے معمولی چیز نہیں۔"

گذشتہ ماہ جن جماعتوں کے وعدے ابھی پورے نہیں ہوئے تھے ان جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں چٹھیاں لکھی گئیں۔ اب ہر وعدہ کنندہ کی خدمت میں فرداً فرداً یاددہانیاں کی جا رہی ہیں۔ سال ختم ہونے میں اب بہت قلیل وقت رہ گیا ہے۔ لہٰذا جن احباب نے تاحال اپنے وعدوں کی سو فی صدی ادائیگی نہیں کی۔ ان کو چاہیئے۔ کہ فوری طور پر توجہ دے کر اپنی گذشتہ کوتاہی کا ازالہ کریں۔

بعض احباب کئی سالوں سے وعدہ تو لکھا دیتے ہیں۔ مگر ادائیگی کی طرف دھیان نہیں دے رہے۔ ایسے احباب کے لئے یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے پوچھے جانے والے ہیں۔ اور ان کا عدم ایفاء قابلِ مواخذہ ہے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ جملہ ایسے دوست جن کے ذمہ کسی گذشتہ سال کا وعدہ قابلِ ادا ہو وہ ان وعدوں کو بھی جلد از جلد پورا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔

خاکسار:- وکیل المال تحریک جدید قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

قبل ازیں متعدد بار بذریعہ اعلان اخبار بدر و سرکلر احباب جماعت و عہدیداران مال کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندوں میں سے ہے اور اس کی سو فی صدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونا ضروری ہے۔ جلسہ سالانہ میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ مگر ابھی تک اس چندہ کی آمد میں بہت کمی ہے۔ اور متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم موصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا احباب جماعت اور عہدے داران کو دوبارہ تحریک کی جاتی ہے کہ وہ اس چندہ کی اہمیت ہر احمدی پر واضح کر کے اس کی فوری وصولی کی کوشش کریں۔ اور جمع شدہ رقم بلا تاخیر مرکز میں بھجوا کر ممنون فرما دیں۔

ناظر بیت المال قادیان۔

عہدیداران مال خاص طور پر متوجہ ہوں

جماعت کا ہر فرد اپنے بجٹ کو سو فیصدی پورا کرے

موجودہ مالی سال کے چار ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن اب تک چندہ جات کی رفتار سے ظاہر ہے کہ متعدد جماعتوں کے عہدیداران اور احباب نے اپنے دینی فرض کو ادا کرنے کی کماحقہٗ کوشش نہیں کی۔ جس کے نتیجہ میں بجٹ آمد میں ایک نمایاں کمی نظر آ رہی ہے۔ نظارت ہذا کی طرف سے جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال کے نام بقایا کی پوزیشن ہر ماہ بھجواتے ہوئے واجبات کی ادائیگی کے لئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ تاکہ جماعتیں سابقہ بقایا جات اور سالِ رواں کے چندہ جات ہر ماہ باقاعدگی سے وصول کر کے رقم بھجوایا کریں۔ لیکن اس کے باوجود ابھی تک بہت سی جماعتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جنہوں نے سابقہ بقایا جات اور سالِ رواں کے چندہ جات ہر باقاعدگی سے وصول کر کے مرکز میں رقوم بھجوانے کے تعلق میں فرض شناسی کا ثبوت نہیں دیا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"یاد رکھنا چاہیئے بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے۔ جو . . . . خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے۔ اور سودا کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔ اور جس قدر کمی رہتی ہے۔ وہ اس کے نام بقایا ہے اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں احباب جماعت اور سیکرٹریانِ مال و عہدے داران کا فرض ہے کہ وہ حالات کی نزاکت اور دینی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کرتے ہوئے مالی ذمہ داریوں سے برآمد ہو کر عملی طور پر اسبات کا ثبوت دیں کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

منظوری عہدیداران

بنارس کینٹ

۱۔ صدر۔ پروفیسر عبد السلام صاحب۔ نزد مسجد احمدیہ محمد [illegible] بنارس چھاؤنی یوپی۔
۲۔ سیکرٹری مال۔ عبد الستار صاحب۔ " " "
۳۔ سیکرٹری تعلیم۔ عبد السمیع خان صاحب۔ " " "

منظوری ۳۰ اپریل ۱۹۵۹ء تک ہے۔

ہموسال کشمیر

۱۔ صدر۔ محمد سلطان صاحب۔ بمقام ہموسال ڈاکخانہ ریاسی تحصیل راجوری ضلع اودھم پور جموں کشمیر
۲۔ سیکرٹری مال۔ عبد الرحمٰن صاحب۔ " " " " " "
۳۔ " تبلیغ و تعلیم۔ محمد انور صاحب۔ " " " " " "
۴۔ " امور عامہ۔ محمد رمضان صاحب " " " " " "

منظوری ۴ اپریل ۱۹۵۹ء تک ہے۔

جماعت احمدیہ بلاری

۱۔ صدر۔ منظور احمد صاحب۔ بمقام بلاری ڈاکخانہ خاص ضلع بھاگلپور بہار۔
۲۔ سیکرٹری۔ عبد الباری صاحب۔ " " " "

شرط منظوری برائے چھ ماہ۔

اللہ تعالیٰ جملہ عہدیداران کو زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

تبلیغ کا ایک ذریعہ

تبلیغ کا ایک بہترین ذریعہ اخبارات بھی ہیں۔ اس لئے جو دوست اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے عملاً تبلیغ کرنے میں حصہ نہیں لے سکتے ان کے تبلیغ کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی طرف سے زیر تبلیغ افراد کے نام اخبار بدر جاری کروا دیں۔ اور اس طرح عملی تبلیغ میں حصہ لیکر ثواب حاصل کریں۔ نظارت ہذا میں زیر تبلیغ افراد کی بہت سی ایسی فہرستیں ہیں جن کا اخبار بدر کا مطالعہ بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ بجٹ میں اس قدر گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لئے ایسے افراد کے نام اخبار جاری نہیں کروایا جا سکتا۔ ایں بابت بذریعہ اعلان ہذا میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اخبار بدر کا سالانہ چندہ مبلغ ۶/ روپیہ بھجوا دیں تاکہ زیر تبلیغ افراد کے نام اخبار جاری کروا دیا جائے۔ اور اس طرح آپ عملاً تبلیغ میں حصہ لے سکیں گے۔

جناب ڈی سی صاحب گورداسپور کی پریس کانفرنس

حالیہ سیلاب سے نقصان کی تفصیل اور جماعت احمدیہ کی طرف سے رضاکارانہ خدمات کی پیشکش

گورداسپور ۲۶ ستمبر۔ جناب چوہدری بھیم سنگھ صاحب ڈی سی گورداسپور نے حالیہ سیلاب کے متعلق ایک میٹنگ میں بتایا کہ اس سیلاب میں ضلع گورداسپور کے ۴۰۰ دیہات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

متاثرہ علاقہ میں فوری طور پر کنوؤں میں کلورین ڈلوا دی گئی ہے اور بچوں اور کمزور افراد کے لئے خشک دودھ کے ڈرم بھجوا دیئے گئے ہیں۔ ایک لاکھ دس ہزار روپیہ بطور قرض تقسیم ہو چکا ہے چار لاکھ مزید قرضہ کی منظوری کے لئے کوشش جاری ہے۔ ایک لاکھ روپے کی خاص گرانٹ کی منظوری آچکی ہے جو زیادہ ضرورت مند اور مصیبت زدگان کے لئے ہے۔

دھسی کے بند کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ جہاں اس سے ایک حصہ تحصیل بٹالہ اور بعض تحصیل [illegible] کا بچاؤ ہو گیا ہے دوسری طرف بعض دیہات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ اصل امدادی کام جو دراصل عمل کا ہوتا ہے سیلاب اترنے کے بعد شروع ہوتا ہے اس وقت تک چار صد کے قریب امداد دینے والے موجود ہیں۔ ابھی مزید رضاکاروں کی ضرورت ہے۔ اس پر مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال ربوہ اس کانفرنس میں موجود تھے) نے بتایا کہ جماعت احمدیہ نے ۱۹۵۵ء کے سیلاب کے موقع پر قریباً بیس لاکھ ہزار روپیہ صرف کر کے سیلاب زدگان کی امداد کی تھی۔ اس وقت بھی رضاکار بھیجنے کو تیار ہیں۔ ہمیں اب صرف آپ کے ارشاد کا انتظار رہیگا۔ جناب ڈی سی صاحب نے اس پیشکش کو شکریہ کیساتھ قبول فرمایا۔

اسکے بعد پریس کانفرنس میں نامہ نگار نے دریافت کیا کہ سیم کے انسداد کے لئے حکومت نے کیا کارروائی کی ہے سیم کے باعث ہمیں قادیان کے مکانات کی حفاظت کیلئے ہزاروں روپیہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے۔

جناب ڈی سی صاحب نے فرمایا کہ تقسیم ملک کے بعد ریلوے کے پٹڑے کا رخ بدلنے سے ہوئے بعض امور متعلقہ نہیں ہے جس کی بنا پر بانی اور سڑکیں تعمیر کرتے وقت پانی کے نکاس کا پورا پورا خیال نہیں رکھا جا سکا اسلئے سیم پیدا ہو گئی ہے۔ مصروف زبانی کھلاڑی [illegible] [illegible] ایک علاقہ مقرر ہوا ہے اور کمیشن سیم کی روک تھام کے لئے موزوں تجاویز پیش کرے گا [illegible]

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ یہاں یہ رجحان ہے کہ کشمیر کے سابق وزیر اعلیٰ شیخ عبد اللہ کو توقع سے ۱۵ دن پہلے ہی نظر بندی سے رہا کر دیا جائے گا۔ معتبر حلقوں کے بیان کے مطابق وزیر اعظم نے اسمبلی میں لوک سبھا میں جو ذکر کیا ہے وہ بھاری اہمیت رکھتا ہے۔ گو حکومت نے اس بارہ میں کوئی اشارہ نہیں دیا کہ شیخ عبد اللہ کو کب رہا کیا جائے گا۔ لیکن عام خیال ہے کہ اس کی نظر بندی موسم سرما میں ختم ہو جائے گی۔

پٹنہ ۴ ستمبر۔ بہار میں دریائے گنگا میں بھاری طغیانی آجانے سے کئی دیہات میں فصلیں تباہ ہو جانے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کل مونگھیر میں گنگا کا پانی خطرے کے نشان تک پہنچ گیا ہے۔ اور ۵ سو ایکڑ رقبہ میں جوار و مکی کی ایک ہفتہ تک تیار ہونے والی فصل پانی میں ڈوب گئی ہے۔

چنڈی گڑھ ۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کی زونل کمیٹیوں کے بارے میں قواعد اسی ماہ کے اندر اندر مرتب ہو جائیں گے۔ اور اس کے فوراً بعد زونل کمیٹیاں قائم کر دی جائیں گی۔

نئی دہلی ۴ ستمبر۔ آندھرا، میسور، مدراس اور کیرالہ کے کانگرسی ممبران پارلیمنٹ نے وزیر اعظم پنڈت نہرو کو ایک میمورنڈم بھیجنے کی مشترکہ تحریک شروع کی ہے۔ اس میمورنڈم میں مانگ کی جائے گی کہ ہندی کو راجیہ بھاشا بنانے کا سوال ۱۹۹۰ء تک ملتوی کر دیا جائے۔ پتہ چلا ہے کہ ۱۲ الفاظ پر مشتمل ایک میمورنڈم تیار کر لیا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۶۵ء تک ہندی کو انگریزی کا مقام نہ دیا جائے۔ چار صوبوں کے ۴۰ ممبران کے دستخط حاصل کر لئے گئے ہیں۔ مزید دستخط حاصل کئے جا رہے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ میمورنڈم وزیر اعظم کو پیش کیا جائے گا۔ میمورنڈم میں شری نہرو سے اپیل کی گئی ہے کہ اگر ضروری ہو تو وہ خفیہ بیلٹ کے ذریعہ کانگرس یا پارلیمنٹری پارٹی کے ممبروں کی رائے لیں۔ میمورنڈم میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اگر خفیہ بیلٹ کے ذریعہ رائے لی جائے تو کشمیر، پنجاب، گجرات، مہاراشٹر، کرناٹک، کیرالہ، تامل ناڈ، آندھرا، اڑیسہ، بنگال اور آسام کے ممبر ۱۹۶۵ء تک ہندی کو راجیہ بھاشا بنانے کے خلاف ووٹ دیں گے۔

میمورنڈم میں کہا گیا ہے کہ راجیہ بھاشا کمیشن نے بھارتی عوام کی اکثریت کے جائز خدشات کے متعلق توجہ نہیں دی۔

نیویارک ۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۲ ستمبر کو مجلس تحفظ کا جلسہ یاؤ تنگ رپورٹ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوگا۔ اور کہا جاتا ہے کہ بھارت اور پاکستان دونوں ہی اس تاریخ پر اجلاس کے لئے رضامند ہیں۔

کوالالمپور۔ ۴ ستمبر۔ ٹنکو عبد الرحمان وزیر اعظم نے مسٹر نہرو کو ملایا کے دورہ کی دعوت دی ہے۔ مسٹر ایس کے پاٹل یہ دعوت نامہ لے کر آرہے ہیں۔ مسٹر عبد الرحمان نے درخواست کی ہے کہ مسٹر نہرو جلد از جلد ملایا آئیں۔ مسٹر پاٹل نے بتایا کہ مسٹر عبد الرحمان نے بھی ہندوستان آنے کا وعدہ کیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۴ ستمبر۔ لوک سبھا نے آج مزید ٹیکس بل کے سلسلہ میں پنڈت ٹھاکر داس بھارگوا کی ایک ترمیم منظور کی جس کا مقصد کتابوں کی فیس کو ٹیکس کے دائرہ عمل سے الگ رکھنا ہے۔ آج جب ایوان میں بل پر دفعہ وار بحث ہوئی۔ تو مسٹر جگن ناتھ راؤ کی بل کی دفعہ ۵ سے متعلق ایک ترمیم منظور کی گئی جس کا مقصد ایسے خرچ کو ٹیکس سے مستثنیٰ کرنا ہے۔ جو ہندوستان کے باہر کسی خیراتی یا مذہبی مقصد کے لئے کیا گیا ہو اس معاملہ میں سنٹرل بورڈ آف ریونیو کو یہ منظور کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ کون سا خرچ کس کیٹگری میں آتا ہے۔

گورنمنٹ اسی قسم کی رعایت منظور کرے گی۔ اس کا اظہار وزیر خزانہ نے کل اپنی تقریر کیا تھا۔ اس ترمیم کے بعد ایسے سفر یا ایسی زیارتیں مثلاً حج یا عیسائیوں کی روم یا بدھ مسلم یا سکھوں کے پاکستان کے گوردواروں کی زیارتیں ٹیکس سے مستثنیٰ رہیں گی۔